Spot CMYK#Waheed

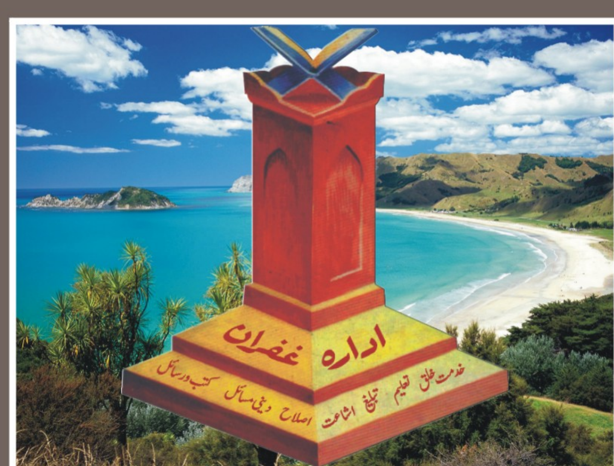

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس ، مفتی محمد امجد ، حکیم محمد فیضان ، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے

سالانہ..............300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....ناجائز تجاوزات کے مناظر اور عوامی مشکلات ....مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۶)... حج کی قربانی اور اس کی قدرت نہ ہونے پر حکم.......// // ۷

درسِ حدیث ....انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس و مشروب کا حکم (قسط ۵).....// // ۱۴

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

اہلِ جنت کی شاہانہ زندگی (جنت اور اس کی بہاریں: ۲۱)..........................مفتی محمد امجد حسین ۲۱

ماہِ جمادی الاولیٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود ۲۶

علم کے مینار: .... امام شافعی رحمہ اللہ (قسط ۱)............مولانا محمد ناصر ۲۸

تذکرۂ اولیاء: ....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط ۱)...........// // ۳۲

پیارے بچو! ....حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ..................// // ۳۶

بزمِ خواتین ....وضو کے فضائل.........................ابوصہیب ۳۹

آپ کے دینی مسائل کا حل.... کیا لباس کا چوتھا جوڑا خارج از حاجت ہے؟....ادارہ ۴۶

کیا آپ جانتے ہیں؟... کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۱)....مفتی محمد رضوان ۶۴

عبرت کدہ .... حضرت آدم علیہ السلام (قسط ۳)..............مولانا طارق محمود ۷۹

طب وصحت..........................آم (Mango)...................مفتی محمد رضوان ۸۳

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز................مولانا محمد امجد حسین ۹۰

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۲

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مفتی محمد رضوان

ناجائز تجاوزات کے مناظر اور عوامی مشکلات

دوسروں کو ایذاء رسانی کرنا یعنی تکلیف پہنچانا ایسا بدترین عمل ہے کہ مذہب کے علاوہ عقل بھی اس کی برائی کو تسلیم کرتی ہے، اور مذہبِ اسلام میں تو ایذاء سانی کو بہت سنگین جرم اور گناہ قرار دیا گیا ہے، یہاں تک کہ انسانوں کے علاوہ، جانوروں تک کو بھی ایذاء پہنچانے کی سخت برائی بیان کی گئی ہے، اور اس پر دنیا اور آخرت میں سخت وبال اور عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور یوں تو ہمارے معاشرے میں ایذا رسانی کے بے شمار مناظر اور مختلف صورتیں رائج ہیں، لیکن ایذا رسانی کی ایک اہم صورت جو اس دور میں ہمارے معاشرہ میں کثرت کے ساتھ رائج ہے، اور اس کو نہ صرف یہ کہ عام طور پر کوئی جرم اور گناہ نہیں سمجھا جاتا، بلکہ اسی کے ساتھ اس کو بعض لوگوں نے اپنا ایک حق اور کاروبار سمجھ اور بنالیا ہے، جو کہ انتہائی سنگین صورتِ حال ہے، وہ گزرگاہوں پر ناجائز تجاوزات ہے۔

راستوں، گزرگاہوں، سڑکوں و بازاروں اور گلیوں میں ناجائز تجاوزات کے نتیجہ میں جہاں ایک طرف لوگوں کو سخت ذہنی وجسمانی تکلیف وایذا کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی کے ساتھ اس کی وجہ سے بڑے بڑے جانی اور مالی نقصانات وحادثات بھی پیش آجاتے ہیں۔

چنانچہ ناجائز تجاوزات کے نتیجہ میں گزرگاہوں پر جگہ جگہ رش اور ہجوم کی وجہ سے گھنٹوں گھنٹوں راستہ بند اور ٹریفک جام رہتا ہے، بعض اوقات منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں مریضوں اور حادثات کا شکار لوگوں کو بروقت شفاخانوں میں پہنچنا، اور بروقت دوا وعلاج کی ضرورت کا میسر آنا، ناممکن ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی جان بھی چلی جاتی ہے، یا پھر زندگی بھر کے لئے معذوری اور اپاہجی کا سامنا کرنا پڑجاتا ہے، اور اسی طرح بہت سے لوگوں کے گھر کا چراغ گُل ہوجاتا ہے، عورتیں بیوہ ہوجاتی ہیں، بچے یتیم ہوجاتے ہیں، بوڑھے والدین کا سہارا اٹھ جاتا ہے۔

ناجائز تجاوزات سے رَش اور ہجوم کے باعث ملازموں کو اپنی ملازمت گاہوں اور دفتروں تک پہنچنا دشوار ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے پیچھے بے شمار لوگوں کے کام کاج معطل یا موخر ہوکر رہ جاتے ہیں، مثال کے طور

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پر اگر رش اور ہجوم کے باعث کوئی جج اپنی ڈیوٹی پر مقررہ وقت پر نہیں پہنچ سکا، تو بے شمار لوگوں کے مقدمات خراب ہو سکتے ہیں، مجرموں کو سزا ملنے میں تاخیر کا سامنا ہو سکتا ہے، دور دراز سے آئے ہوئے مقدمات سے متعلقہ لوگوں کو جانی مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

ناجائز تجاوزات سے رَش وہجوم کے باعث کوئی ڈاکٹر ہسپتال وغیرہ میں بروقت نہیں پہنچ سکا، تو دور دراز سے آئے ہوئے مریض پریشان اور بے حال ہو سکتے ہیں، کسی محکمہ اور دفتر میں بیٹھے ہوئے، یا لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے ہوئے لوگوں کو سخت ایذا کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

اس کے علاوہ راستوں اور گزرگاہوں پر رش اور ہجوم کے باعث اساتذہ اور طلبہ کو اپنی تعلیم گاہوں میں بروقت پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اور تعلیم وتعلم کے نظام میں خلل واقع ہوتا ہے۔

غرضیکہ سڑکوں اور گزرگاہوں پر ناجائز تجاوزات کی وجہ سے مسافروں کو اپنی منزلوں تک بروقت پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اور کاروبارِ زندگی میں طرح طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں، اور اس کے بُرے اثرات پورے معاشرہ پر پڑتے ہیں، اور اس سے عوامی دنیا کا بڑا طبقہ بری طرح متأثر ہوتا ہے۔

جہاں تک ناجائز تجاوزات کے طریقوں یا شکلوں کا تعلق ہے، تو اس کی مختلف شکلیں اور طریقے ہمارے معاشرہ میں رائج ہیں، جس کا کچھ نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

راستوں اور گزرگاہوں پر ناجائز تجاوزات کی ایک شکل، راستوں اور گزرگاہوں والے حصہ میں دوکان یا مکان کی تعمیر کو بڑھا دینے کی ہے، مثلاً دروازے، پوڑیاں، اور تھڑے وغیرہ باہر نکال کر راستوں میں تنگی پیدا کر دینا، جس کے ناجائز تجاوزات میں داخل ہونے میں شبہ نہیں۔

راستوں اور گزرگاہوں پر ناجائز تجاوزات کی ایک شکل راستوں میں دوکانوں کا ساز وسامان رکھنے کی ہے، مثلاً دوکانداروں کا اپنی فروخت کئے جانے والی چیزوں کو فٹ پاتھوں اور گزرگاہوں پر رکھ کر تنگی پیدا کر دینا، جس کے ناجائز تجاوزات میں داخل ہونے میں بھی شبہ نہیں۔

راستوں اور گزرگاہوں پر ناجائز تجاوزات کی ایک شکل بعض مستریوں اور مکینکوں کا مرمت وغیرہ کا ساز و سامان باہر رکھ کر کام کاج کر کے راستوں میں تنگی پیدا کر دینے کی ہے، جیسا کہ موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ ٹھیک کرنے والوں اور دوسرے مکینک و مستریوں کا گاڑیوں کو گزرگاہوں پر کھڑا کر کے، اور وہاں دیگر ساز وسامان رکھ کر اپنے کام کاج میں مشغول ہونا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

راستوں اور گزر گاہوں پر ناجائز تجاوزات کی ایک شکل راستوں اور گزر گاہوں پر ریڑھی، اور مستقل ٹھیے وغیرہ لگانے والے لوگوں کی شکل میں ہے، جہاں کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر بے شمار لوگ خرید وفروخت کی دوکانیں لگالیتے ہیں، اوپر سے وہاں خریدار بھی کھڑے ہوکر رہی سہی کسر پوری کردیتے ہیں، اور ایک مستقل ''منی بازار اور مارکیٹ'' کی شکل اختیار کرلیتے ہیں، اور اپنی دوکان وغیرہ کے سامنے ریڑھی اور ٹھیہ وغیرہ لگانے والوں سے بہت سے لوگ، مستقل بھتہ بھی کرایہ کے نام سے وصول کرتے ہیں، اور اس بھتہ خوری کے جرم میں بعض اوقات سرکاری افسران بھی شامل ہوجاتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ ناجائز تجاوزات کی ایک بدترین اور سنگین شکل ہے، جس میں مذکورہ سب لوگ درجہ بدرجہ تعاون کرنے اور بھتہ خوری کی شکل میں حرام خوری کرنے کے مجرم شمار ہوتے ہیں۔

راستوں اور گزر گاہوں پر ناجائز تجاوزات کی ایک شکل اپنی گاڑیوں وغیرہ کی غلط مقامات پر یا غلط طریقہ پر پارکنگ کرنا ہے، اور یہ شکل بھی معاشرہ میں بہت عام ہے۔

راستوں پر ناجائز تجاوزات کے یہ سرسری چند مناظر پیش کئے گئے، جس کی وجہ سے عوام وخواص کو طرح طرح کی مشکلات اور ذہنی، جسمانی، جانی ومالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور شریعت وقانون کی نظر میں یہ چیزیں سنگین جرم کے زمرہ میں آتی ہیں، جن سے ہم سب کو بچنے کی ضرورت ہے، ورنہ کسی مظلوم کی بددعاء کے نتیجہ میں غیر معمولی وبال بھی آسکتا ہے، بصورتِ دیگر اللہ کی ناراضگی اور آخرت کا وبال تو سر پر سوار ہی رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس طرح کے سنگین جرائم سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

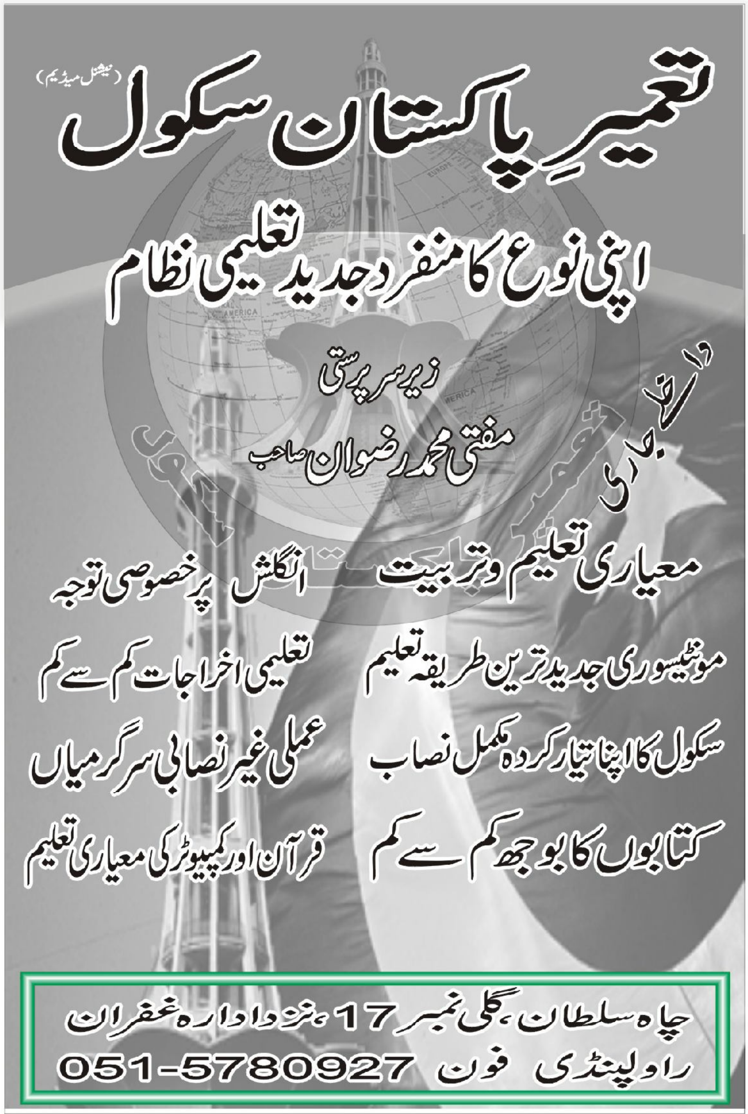

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط۱۱۶، آیت ۱۹۶) مفتی محمد رضوان

حج کی قربانی اور اس کی قدرت نہ ہونے پر حکم

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ، فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُه حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۶)

ترجمہ: پھر جب تم امن میں ہو، تو جو شخص تمتع کرے عمرے سے لے کر حج تک، تو اسے جو قربانی میسر ہو وہ کرے، پھر جو شخص قربانی نہ پائے، تو اسے تین دن حج میں روزے رکھنا ہے، اور سات اس وقت جب تم (حج کرکے) لوٹ جاؤ، یہ پورے دس ہیں، یہ حکم اس کے لئے ہے کہ جس کے گھر والے مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ شدید عذاب دینے والا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

اس سے پہلے حج وعمرہ میں احصار یعنی رکاوٹ پیدا ہونے کا بیان چل رہا تھا۔

پھر اس کے بعد مذکورہ آیت کے شروع میں فرمایا کہ جب تم امن میں ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ احصار یا رکاوٹ ختم ہوجائے، اور امن حاصل ہوجائے، یا ابتداء سے ہی امن حاصل ہو، اور کوئی عمرہ کے ساتھ حج کو ملائے، یعنی حجِ تمتع کرے، تو اس کے لئے ہدی یعنی مخصوص قربانی اور بصورتِ مجبوری دس روزے رکھنے کا حکم ہے۔ [1]

---

[1] فإذا أمنتم من الإحصار بان زال خوفكم من العدو او كنتم مرضى فبرئتم منه وأنتم ما أحللتم من إحرامكم او كنتم فى سعة وأمن من الأصل فمن تمتع اى انتفع بالتقرب الى الله تعالى بالعمرة فى أشهر الحج منضما إلى الحج من تلك السنة فحينئذ يشتمل نظم القران التمتع والقران(التفسير المظهرى، ج ۱ ص ۲۲۶، سورة البقرة)

فإذا أمنتم من الأمن ضد الخوف، أو الأمنة زواله فعلى الأول معناه فإذا كنتم فى أمن وسعة ولم تكونوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مذکورہ آیت میں حجِ تمتع کرنے والے کو ہدی یعنی قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور حجِ قِران کا حکم اس سلسلہ میں حجِ تمتع کی طرح ہے، اس لئے ہدی یعنی قربانی کا یہ حکم حجِ قِران کرنے والے کو بھی شامل ہے، حجِ تمتع ایک سفر اور دو احراموں سے عمرہ اور حج کرنے کو اور حجِ قِران ایک ہی احرام سے پہلے عمرہ اور پھر اسی احرام سے حج کرنے کو کہا جاتا ہے۔

اور مذکورہ آیت میں ہدی یعنی حج کی قربانی قربانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں دس روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جس سے استدلال کرتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا کہ حجِ تمتع یا حجِ قِران کرنے والے کو حج کے نتیجہ میں مخصوص قربانی (یعنی ھدی کا ذبح) کرنا واجب ہے۔

البتہ اگر کوئی حج کرنے والا شخص غربت اور مال کی کمی کی وجہ سے حج کی اس قربانی کو کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس کے حق میں قربانی کے بدلہ میں دس روزوں کا رکھنا مقرر کیا گیا ہے۔

اور حجِ افراد کرنے والے پر حجِ تمتع اور حجِ قِران کی طرح قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔

البتہ اگر حیثیت اور وسعت ہو، تو نفلی درجہ میں قربانی کرنا مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔

اور مذکورہ آیت کے آخر میں جو یہ فرمایا گیا کہ:

"ذٰلِکَ لِمَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ اَهۡلُه حَاضِرِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ"

"یہ حکم اس کے لئے ہے کہ جس کے گھر والے مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں"

"یہ حکم اس کے لئے ہے الخ" حنفیہ کے نزدیک اس حکم سے مراد حجِ تمتع کرنا ہے، اور حجِ قران کا حکم حجِ تمتع کی طرح ہے۔

جبکہ حنفیہ کے علاوہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک اس حکم سے مرادِ حجِ تمتع کرنے والے پر قربانی یا روزوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ خائفین، وعلی الثانی فإذا زال عنکم خوف الإحصار، ویفهم منه حکم من کان آمنا ابتداء بطریق الدلالة (روح المعانی، ج ۱ ص ۴۷۸، سورة البقرة)

(فإذا أمنتم) العدو بأن ذهب أو لم یکن (فمن تمتع) استمتع (بالعمرة) أی بسبب فراغه منها بمحظورات الإحرام (إلی الحج)

أی إلی الإحرام به بأن یکون أحرم بها فی أشهره (فما استیسر) تیسر (من الهدی) علیه وهو شاة یذبحها بعد الإحرام به والأفضل یوم النحر (فمن لم یجد) الهدی لفقده أو فقد ثمنه (التفسیر الجلالین، ج ۱ ص ۴۱، سورة البقرة)

Idara Ghufran

کا واجب ہونا ہے۔ [۱]

اس لئے حجِ تمتع یا حجِ قِران صحیح ہونے کے لئے حنفیہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ حج کرنے والا حرم یا حِل یعنی میقات سے اندر کا رہنے والا نہ ہو، بلکہ میقات سے باہر کا رہنے والا ہو، اور جو شخص حرم کا رہنے والا ہو، یا حِل یعنی حرم سے باہر مگر میقات سے اندر کا رہنے والا ہو، تو اس کو حجِ تمتع اور حجِ قِران کرنا درست نہیں، اور اگر کرے، تو اس پر دمِ جنایت یعنی جرمانہ کا دَم واجب ہے، اور میقات سے مراد حدودِ حرم کے اردگرد وہ متعین حدود ہیں، جہاں سے گزر کر حرم میں آنے والے کو احرام باندھنے کا حکم ہے، ان کے نام یہ ہیں:

(۱) ''ذوالحلیفہ'' اس کو ''آبارِ علی'' یا ''بئرِ علی'' بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بیتُ اللہ سے شمال کی طرف مدینہ منورہ وغیرہ سے حرم کی طرف آتے ہوئے راستہ میں واقع ہے (۲) ''جحفہ'' اس کو ''مہیعہ'' اور ''رابغ'' بھی کہا جاتا ہے، جو بیتُ اللہ سے شمال مغرب کی طرف ملکِ شام وغیرہ سے حرم میں آتے ہوئے واقع ہے (۳) ''قرنُ المنازل'' اس کو ''قرن'' اور ''سیل'' یا ''سیلُ الکبیر'' یا ''وادیِ محرم'' بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بیتُ اللہ کے مشرق یا جنوبی مشرق کی طرف نجد وغیرہ سے حرم میں آتے ہوئے واقع ہے (۴) ''ذاتِ عرق'' اس کو ''الخریبات'' یا ''الضریبہ'' بھی کہا جاتا ہے، جو بیتُ اللہ سے مشرق یا شمال مشرق کی طرف عراق وغیرہ سے حرم میں آتے ہوئے واقع ہے (۵) ''یلملم'' اس کو ''بلدۃُ السعدیہ'' یا ''سعدیہ'' بھی کہا جاتا ہے، جو بیتُ اللہ سے جنوب کی طرف یمن، تہامہ وغیرہ سے حرم میں آتے ہوئے واقع ہے۔

جبکہ حنفیہ کے علاوہ دیگر اکثر فقہائے کرام (مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک میقات سے باہر کے رہنے والوں کی طرح میقات سے اندر یعنی حِل اور حرم کے رہنے والوں کو بھی حجِ تمتع اور حجِ قران کرنا جائز ہے، اور ان حضرات کے نزدیک ایسے لوگوں کو حجِ تمتع اور حجِ قران کرنے کے نتیجے میں قربانی کرنا بھی لازم نہیں ہے۔

اور اس اختلاف کی وجہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں حجِ تمتع کا بیان کرتے ہوئے اسمِ اشارہ کے مشارٌ

---

[۱] جمہور فقہائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں حجِ تمتع کے جواز وعدمِ جواز کا حکم بیان کرنا مقصود نہیں، بلکہ حجِ تمتع کرنے کے نتیجہ میں قربانی کے حکم کو بیان کرنا مقصود ہے، لہٰذا ''ذلک'' کا مرجع بھی یہی حکم ہوگا، اور قریبی مرجع بھی یہی ہے، وھوالراجح عندی۔ اور حنفیہ کا استدلال حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اثر سے ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الیہ کا اختلاف ہے، جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا۔

اور مذکورہ آیت میں مسجدِ حرام کے حاضرین سے شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وہ لوگ مراد ہیں، جو حرم کے رہنے والے ہوں، یا حرم کے اتنے قریب رہنے والے ہوں کہ ان کے اور حرم کے درمیان مسافتِ قصر سے کم کا فاصلہ ہو، ان حضرات کے نزدیک ایسے لوگوں کو حجِ تمتع اور حجِ قِران کرنا جائز تو ہے، مگر ان لوگوں پر حجِ تمتع و حجِ قِران کرنے کے نتیجہ میں قربانی واجب نہیں ہے، چہ جائیکہ دمِ جنایت لازم ہو۔

اور مالکیہ کے نزدیک مکہ یا اس کے قرب وجوار میں مقیم ہونے والے لوگ مسجدِ حرام کے حاضرین میں داخل ہیں، ان پر دمِ تمتع لازم نہیں ہے، اگرچہ حجِ تمتع ان لوگوں کا بھی ادا کرنا درست ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک میقات سے اندر کے رہنے والے مسجدِ حرام کے حاضرین میں داخل ہیں، اور ان کو سِرے سے حجِ تمتع و قِران کرنا ہی جائز نہیں، اور اگر کوئی کرے تو اس پر دَمِ تمتع و دَمِ قِران یعنی دَمِ شکر کے بجائے دَمِ جبر یا دَمِ جنایت لازم ہے، جیسا کہ گزرا۔

حج کی قربانی کی قدرت نہ ہونے پر روزوں کے احکام

مسئلہ نمبر ۱...... اگر کسی حجِ تمتع یا حجِ قِران کرنے والے شخص کو تنگ دستی و ناداری کی وجہ سے حج کی قربانی کرنے کی قدرت نہ ہو۔

مثلاً قربانی کا جانور دستیاب نہ ہو، یا اس کی قیمت کا انتظام نہ ہو، یا قربانی کا جانور بازاری قیمت کے مقابلہ میں بہت مہنگی قیمت پر دستیاب ہو، تو اس پر حجِ تمتع یا حجِ قِران کی قربانی واجب نہیں ہوتی، اور اس کی قربانی کا حکم دس روزے رکھنے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۴ ص ۱۲، ۱۳، مادة "تمتع")

مسئلہ نمبر ۲...... جو شخص حجِ تمتع یا حجِ قِران کی قربانی پر قادر نہ ہو، تو اسے قربانی کے بجائے دس روزے اس ترتیب و تفصیل کے ساتھ رکھنا چاہئے کہ تین روزے تو دس ذی الحجہ سے پہلے پہلے رکھ لے، خواہ لگاتار یا وقفہ ڈال کر۔

اور ان تین روزوں کے رکھنے میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ حج کا احرام سات ذی الحجہ سے پہلے باندھ کر دس ذی الحجہ سے پہلے پہلے یہ تین روزے رکھ لے۔

اور اگر حجِ تمتع کرنے والا اپنے وطن سے آتے وقت عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد دس ذی الحجہ سے پہلے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پہلے کسی بھی وقت یہ تین روزے رکھ لے، تو حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک تب بھی جائز ہو جاتے ہیں۔ [1]

اور باقی ماندہ سات روزے حج سے فارغ ہونے کے بعد رکھے جائیں گے، خواہ مکہ یا حرم میں رکھ لے یا مدینہ منورہ یا کسی اور جگہ جا کر یا پھر اپنے گھر واپس آنے کے بعد رکھ لے، سب طرح جائز ہے۔

مسئلہ نمبر۳...... حجِ تمتع یا حجِ قِران کی قربانی کے بدلہ میں رکھے جانے والے روزوں میں طلوعِ فجر سے پہلے روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے، دن کے وقت میں نیت کرنا درست نہیں۔

مسئلہ نمبر۴...... اگر کوئی حجِ تمتع یا حجِ قِران کرنے والا حج کی قربانی پر قادر نہیں تھا، جس کی وجہ سے اس کو تین روزے دس ذی الحجہ سے پہلے اور سات روزے حج کے بعد رکھنے کا حکم تھا۔

مگر وہ دس ذی الحجہ سے پہلے تین روزے نہیں رکھ سکا، تو پھر حنفیہ کے نزدیک اس کو روزے رکھنا جائز نہیں ہوتا، بلکہ بہر حال حج کی قربانی کرنا ہی ضروری ہو جاتا ہے، خواہ وہ کسی بھی طرح جدوجہد کر کے حج کی قربانی کرے۔

جبکہ شافعیہ کے نزدیک حج کے دن گزرنے کے بعد بھی یہ تین روزے رکھے جا سکتے ہیں، بلکہ مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے راجح قول کے مطابق ایامِ منیٰ (یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ) میں بھی ان تین روزوں کو رکھنا جائز ہے۔

کیونکہ بعض احادیث وروایات سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] اور شافعیہ کے نزدیک یومِ عرفہ سے پہلے پہلے تین روزوں کو رکھ لینا مستحب ہے۔
پھر مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اور امام زفر کے قول کے مطابق ان تین یا ان میں سے ایک روزہ کو بھی حج کے احرام سے مقدم کرنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تین روزے حج میں رکھنے کا حکم دیا ہے، اور حج کے احرام سے پہلے حج شروع نہیں ہوتا، نیز روزہ بدنی عبادت ہے، لہٰذا اس کو اپنے وقتِ وجوب سے پہلے رکھنا جائز نہیں، جیسا کہ دوسرے واجب روزہ کا حکم ہے۔

[2] عن عروة، عن عائشة، وعن سالم، عن ابن عمر رضى الله عنهم، قالا :لم يرخص فى أيام التشريق أن يصمن، إلا لمن لم يجد الهدى(بخارى،رقم الحديث ۱۹۹۷)

عن عروة ,عن عائشة ,قالت :لم يرخص فى صوم أيام التشريق إلا لمتمتع لم يجد الهدى . إسناد صحيح(سنن الدارقطنى،رقم الحديث ۲۲۸۴)

عن عروة ,عن عائشة رضى الله عنها ,وعن سالم ,عن ابن عمر رضى الله عنهما قالا :لم يرخص رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صوم أيام التشريق إلا لمحصر أو متمتع (شرح معانى الآثار،رقم الحديث ۴۰۹۲)

عن عروة ,عن عائشة ,قالت :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ,يقول :من لم يكن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاصہ یہ کہ جس نے حجِ تمتع یا حجِ قِر ان کی قربانی کے بدلہ میں تین روزے دس ذی الحجہ سے پہلے نہیں رکھے، تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ان کو بعد میں قضاء کرنا جائز ہے، اور حنفیہ کے نزدیک قضاء کرنا جائز نہیں، بلکہ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں دَمِ تمتع یا دَمِ قِر ان جو بھی ہو، وہ متعین ہوجاتا ہے۔

اگر کوئی شخص حج کی قربانی پر قادر نہ ہو، اور وہ دس ذی الحجہ سے پہلے کسی عذر کی وجہ سے تین روزے نہ رکھ سکے، تو ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ دوسرے فقہائے کرام کے قول پر عمل کرتے ہوئے اس کو بعد میں یہ روزے رکھ لینے کی گنجائش ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

معه هدى فليصم ثلاثة أيام قبل يوم النحر ,ومن لم يكن صام تلك الثلاثة الأيام فليصم أيام التشريق ,أيام منى .يحيى بن أبى أنيسة ضعيف(سنن الدارقطني،رقم الحديث ٢٢٨٦)

عن علي ، قال :إن فاته الصوم في العشر تسحر ليلة الحصبة ، فصام ثلاثة أيام ، وسبعة إذا رجع(مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ١٣١٤٩ ، باب من رخص في الصوم ولم ير عليه هديا)

عن ابن عمر ، قال :من فاته ثلاثة أيام في الحج ، فليصم أيام التشريق ، فإنهن من الحج (ايضاً، رقم الحديث ١٣١٥٠)

۱ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حج کرنے والا ایسے وقت قربانی کرنے سے معذور ہوجاتا ہے کہ جب دس ذی الحجہ سے پہلے تین روزے رکھنے کا موقع نہیں ہوتا، یا مثلاً دس ذی الحجہ یا اس کے بعد معذور ہوجاتا ہے، مثلاً قربانی کے لئے لیا ہوا جانور چوری یا گم ہوجاتا ہے، یا اچانک کسی چوری وغیرہ کے حادثہ کی وجہ سے رقم ضائع ہوجاتی ہے، اب اگر ایسی صورت میں دَم ہی لازم کیا جائے، تو اس حکم پر عمل کرنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے، اور بعض آثار سے بھی بعد میں یہ تین روزے رکھنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک بھی اس کی گنجائش موجود ہے۔

لہٰذا ہمارا ذاتی رجحان اس مسئلہ میں جمہور فقہائے کرام کے قول کی طرف ہے، بالخصوص ضرورت مندوں کے حق میں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن مجید سے تین روزوں کے حج میں رکھنے کا حکم معلوم ہوتا ہے، تو بعض آثار میں اس کا جواب موجود ہے کہ ایامِ منیٰ حج سے تعلق رکھتے ہیں، نیز جب تک حج کا سفر ختم نہیں ہوجاتا، اس وقت تک ایک حیثیت سے حج کے آثار باقی ہوتے ہیں، علاوہ ازیں جب کوئی قرآن مجید کے حکم ''فمن لم یجد'' کے مطابق قربانی نہ پائے، تو اس کا حکم روزوں کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، اور جب پہلے تین روزے نہ رکھے جاسکیں، اور وہ حج کی قربانی پر قادر نہ ہو، تو ''فمن لم یجد'' کا اطلاق اب بھی موجود ہے، اور اس صورت میں جبکہ وہ قربانی پر قادر ہی نہیں، اور روزوں کا سارا قضیہ ہی قربانی پر قادِر نہ ہونے پر مبنی ہے، پھر بھی اس کو قربانی کا مکلّف کرنا ایک حیثیت سے تکلیف مالا یطاق معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولنا، أنه صوم واجب، فلا يسقط بخروج وقته، كصوم رمضان، والآية تدل على وجوبه، لا على سقوطه، والقياس منتقض بصوم الظهار إذا قدم المسيس عليه، والجمعة ليست بدلا، وإنما هي الأصل، وإنما سقطت لأن الوقت جعل شرطا لها كالجماعة .إذا ثبت هذا، فإنه يصوم أيام منى.

وهذا قول ابن عمر، وعائشة، وعروة، وعبيد بن عمير، والزهري، ومالك، والأوزاعي، وإسحاق، والشافعي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر ۵...... اگر کسی نے دس ذی الحجہ سے پہلے تین روزے رکھنے شروع کیے، اور تین روزوں کی تعداد مکمل ہونے سے پہلے وہ قربانی پر قادر ہوگیا، تو حنفیہ کے نزدیک اس پر حج کی قربانی ہی واجب ہوجائے گی، اور قربانی کے بدلہ میں روزے رکھنا معتبر نہیں ہوگا۔

جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تین روزے شروع کرنے کے بعد مکمل ہونے سے پہلے اگر قربانی پر قادر ہوجائے، تو اس پر روزے چھوڑ کر قربانی واجب نہیں ہوتی، کیونکہ جس وقت اس نے روزے رکھنا شروع کیے، اس وقت وہ قربانی پر قادر نہیں تھا، جس کی وجہ سے اس کے لئے روزے رکھنا جائز ہوگیا تھا، اور وہ اسی کا مکلّف تھا، الّا یہ کہ وہ خود ہی روزے چھوڑ کر قربانی کرنا چاہے، تو اس کو ایسا کرنا بھی جائز ہے، مگر ضروری نہیں۔

ملحوظ رہے کہ فقہائے کرام کے نزدیک حجِ تمتع اور حجِ قران کی قربانی کے اکثر احکام عام عیدالاضحیٰ والی قربانی کی طرح ہیں۔

اور عیدُ الاضحیٰ کی قربانی کے احکام ہم نے اپنی دوسری کتاب ''ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردیئے ہیں، وہاں ملاحظہ کرلئے جائیں۔

البتہ بعض احکام میں دونوں قسم کی قربانیوں کے مابین فرق بھی پایا جاتا ہے، مثلاً حجِ تمتع اور حجِ قران کی قربانی بالاتفاق واجب ہے، اور حجِ افراد کی نفل یا مستحب، جبکہ عیدُ الاضحیٰ کی قربانی کے واجب اور سنت ہونے میں اختلاف ہے، اور حج کی قربانی کو حرم کی حدود میں ذبح کرنے کا حکم ہے، جبکہ عام عیدُ الاضحیٰ کی قربانی کو حرم کی حدود میں ذبح کرنا ضروری نہیں، اور حج کی قربانی کا حکم بارہ ذی الحجہ کا دن گزرنے کے بعد بھی برقرار رہتا ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک بارہ ذی الحجہ کے بعد عام عیدُ الاضحیٰ کی قربانی کا حکم صدقہ سے تبدیل ہوجاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

(ماخوذ از ''مناسکِ حج کے فضائل واحکام'' مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فی القدیم؛ لما روی ابن عمر، وعائشة، قالا :لم یرخص فی أیام التشریق أن یصمن إلا لمن لم یجد الهدی . رواه البخاری .وهذا ینصرف إلی ترخیص النبی -صلی الله علیه وسلم -.ولأن الله تعالی أمر بصیام الثلاثة فی الحج، ولم یبق من أیام الحج إلا هذه الأیام، فیتعین الصوم فیها .فإذا صام هذه الأیام، فحکمه حکم من صام قبل یوم النحر(المغنی لابنِ قدامة، ج۳ص۴۱۸، ۴۱۹، باب صفة الحج)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط ۵)

انگور وغیرہ کا غیر نشہ آور رَس وشیرہ یا جوس جائز ہے

انگور یا اس کے رَس وشیرہ سے جو شراب بنائی جاتی ہے، اس کے سخت اور حقیقی شراب ہونے میں فقہائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں، اور انگور یا اس کے رَس سے جو شراب بنتی ہے، وہ عموماً دوسری چیزوں کے مقابلہ میں جلد بن جاتی ہے، اور جس طرح انگور کا کھانا جائز ہے، اسی طرح انگور کا رس یا شیرہ پینا بھی جائز ہے، جبکہ یہ تازہ ہو، اور اس کے زیادہ وقت ٹھہرنے کی وجہ سے اس میں اُبال (Boil) پیدا ہو کر شراب نہ بنی ہو۔

آگے اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت شراحیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّ لِيْ أَرْحَامًا بِمِصْرَ يَتَّخِذُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْأَعْنَابِ، قَالَ: وَفَعَلَ ذٰلِکَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا تَکُوْنُوْا بِمَنْزِلَةِ الْيَهُوْدِ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا، وَأَکَلُوْا أَثْمَانَهَا. قَالَ: قُلْتُ: مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَخَذَ عُنْقُوْدًا فَعَصَرَهٗ، فَشَرِبَهٗ؟ قَالَ: لَابَأْسَ، فَلَمَّا سِرْتُ، قَالَ: مَا حَلَّ شُرْبُهٗ حَلَّ بَيْعُهٗ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرے کچھ رشتہ دار جو مصر میں رہتے ہیں، وہ انگوروں کی شراب بناتے ہیں، انہوں نے حیرانگی سے پوچھا کہ کیا مسلمان بھی یہ کام کرتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! وہ فرمانے لگے کہ تم یہودیوں کی طرح نہ ہو جاؤ، ان پر چربی حرام ہوئی تھی، تو وہ اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے، میں نے ان سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو انگوروں کا خوشہ پکڑے اور اسے نچوڑے اور اس کا

---

[1] رقم الحديث ١٦٠٦٦.

قال شعيب الارنؤوط: أثر حسن (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عرق (وشیرہ یا جوس) پی جائے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جب میں چلنے لگا تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس چیز کا پینا حلال ہے اس کی تجارت بھی حلال ہے (مسند احمد)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں اس طرح روایت بیان فرمائی ہے کہ:

أَنِّيْ سَمِعْتُ مِنْ شَرَاحِيْلِ الْخَوْلَانِيِّ، سَأَلَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَيْعِ الْعَصِيْرِ؟ فَقَالَ : مَا حَلَّ شُرْبُهُ حَلَّ ثَمَنُهُ (التاريخ الكبير للبخاری) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت شراحیل خولانی سے سنا، انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے انگور کے شیرہ کی بیع (وفروختگی) کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس چیز کا پینا حلال ہے، اس کی قیمت بھی حلال ہے (تاریخِ کبیر)

اور حضرت عبداللہ بن مرہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : اِشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا لَمْ يَأْخُذْهُ شَيْطَانُهُ قَالَ : وَمَتٰى يَأْخُذُهُ شَيْطَانُهُ؟ قَالَ: بَعْدَ ثَلَاثٍ أَوْ قَالَ: فِيْ ثَلَاثٍ (مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم انگور کے شیرہ کو اس وقت تک پی سکتے ہو، جب تک اس کو شیطان نہ پکڑے، انہوں نے معلوم کیا کہ اس کو شیطان کب پکڑتا ہے؟ تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین دن کے بعد، یا تین دن میں (عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ تین دن بعد انگور کے شیرہ میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے، اور وہ خراب ہونے یا شراب بننے لگتا ہے۔ اور یہ حکم ہر موسم کے اعتبار سے نہیں ہے، اور نہ ہی ان صورتوں میں ہے، جبکہ اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل کر دی جائے، جس سے وہ خراب نہ ہو، اور نشہ آور نہ بنے، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ اور بہت سی کمپنیاں اس طرح کے جوس تیار کرتی ہیں اور اس کی تفصیل پہلے نبیذ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

حضرت ایمن سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنِ الْعَصِيْرِ؟ فَقَالَ: اِشْرَبْهُ

---

[1] رقم الحديث ۲۷۱۶، ج۴ ص ۲۵۵، باب شراحيل.

[2] رقم الحديث ۱۶۹۹۰، كتاب الاشربة، باب العصير شربه وبيعه، مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۲۴۳۳۴، فی شرب العصير ، من كرهه إذا غلا.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مَا دَامَ طَرِيًّا (مصنف ابن أبى شيبة) [1]

ترجمہ: میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو ایک آدمی نے آ کر انگور کے شیرہ کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک کہ وہ تازہ ہو، اس کو پی لیجئے (ابنِ ابی شیبہ)

انگور کے رَس کے تازہ ہونے کی صورت میں پینے کا حکم اسی لئے فرمایا کہ باسی ہونے سے اس میں نشہ یا شراب بننے کے آثار پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

حضرت ہمام بن نافع سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ طَاوٗسٌ عَنْ بَيْعِ الْعَصِيْرِ فَسَكَتَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ الصَّنْعَانِيُّ : مَا حَلَّ لَكَ شُرْبُهٗ حَلَّ لَكَ بَيْعُهٗ فَتَبَسَّمَ طَاوٗسٌ وَقَالَ : صَدَقَ أَبُوْمُحَمَّدٍ (مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی) حضرت طاؤس سے انگور کے شیرہ کی بیع کے بارے میں سوال کیا گیا، تو وہ خاموش رہے، اتنے میں عبدالرحمٰن بن یزید صنعانی نے کہا کہ جس چیز کا آپ کو پینا حلال ہے، اس کا بیچنا بھی حلال ہے، یہ سُن کر حضرت طاؤس مسکرائے، اورانہوں نے فرمایا کہ ابومحمد (صنعانی) نے سچ فرمایا (عبدالرزاق)

مطلب اس روایت کا بھی وہی ہے، جو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا، کہ انگور کے جس شیرہ کا پینا جائز ہے، اس کی بیع بھی جائز ہے۔

حضرت داؤد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ طَاوٗسًا عَنِ الْعَصِيْرِ فَقَالَ : اِشْرَبْهُ فِيْ سِقَاءٍ مَا لَمْ تَخَفْهُ، فَإِذَا خِفْتَهٗ فَاكْسِرْهُ بِالْمَاءِ (مصنف عبدالرزاق) [3]

ترجمہ: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت طاؤس سے انگور کے شیرہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ آپ اُس کو مشکیزہ میں پی سکتے ہیں، جب تک کہ اُس میں (تغیر ونشہ کے آثار پیدا ہونے کا) خوف نہ ہو، اور اگر آپ کو اُس میں (تغیّر پیدا ہونے

[1] رقم الحديث ٢٤٣٢٧، كتاب الاشربة، فى شرب العصير ، من كرهه إذا غلا.
[2] رقم الحديث ١٦٩٩٢، كتاب الاشربة، باب العصير، شربه وبيعه.
[3] رقم الحديث ١٦٩٨٩، كتاب الاشربة، باب العصير شربه وبيعه.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کا) خوف ہو، تو آپ اس کو پانی سے توڑ دیں (یعنی اس میں پانی ملا لیں) (عبدالرزاق)

مطلب یہ ہے کہ انگور کے شیرہ میں اگر خمیر (Yeast) واُبال (Boil) پیدا ہوکر شراب نہ بنے، البتہ کچھ تغیر پیدا ہوجائے، تو اس میں پانی ملا کر پی لینا جائز ہے، جس سے اس کی شدت اور زور ٹوٹ جاتا ہے، اور نشہ کے آثار ختم ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابنِ شہاب زہری سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: اِشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا لَمْ يُزْبِدْ (نسائی) [1]

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی حضرت) سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ شیرہ پیو، جس وقت تک اس میں جھاگ نہ پیدا ہو (نسائی)

حضرت یزید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَرٰى بِالْعَصِيْرِ بَأْسًا مَا لَمْ يُزْبِدْ، فَإِذَا أَزْبَدَ نَهٰى عَنْهُ، وَقَالَ: إِنَّمَا يُزْبِدُ الْخَمْرُ (مصنف ابن أبی شيبة) [2]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیّب انگور کا شیرہ پینے میں اس وقت تک حرج نہیں سمجھتے تھے، جب تک کہ اس میں جھاگ پیدا نہ ہوجائے، پھر جب جھاگ پیدا ہوجاتی تھی، تو اس سے منع فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ جھاگ تو شراب پھینکتی ہے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ہشام بن عائذ اسدی سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْعَصِيْرِ، قَالَ اِشْرَبْهُ حَتّٰى يَغْلِيَ، مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ (نسائی) [3]

ترجمہ: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت ابراہیم سے انگور کے شیرہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس کو اس وقت تک پی لو، جب تک کہ اس میں جوش واُبال (Boil) پیدا نہ ہو، جب تک کہ وہ متغیر (Altered) نہ ہو (نسائی)

جلیل القدر تابعین حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت ابراہیم نخعی کے بارے میں مروی ہے کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ:

---

[1] رقم الحديث ۵۷۳۱، كتاب الاشربة، باب الوضوء مما مست النار.

[2] رقم الحديث ۲۴۳۲۴، كتاب الاشربة، فی شرب العصير ، من كرهه إذا غلا.

[3] رقم الحديث ۵۷۳۲،، كتاب الاشربة، باب الوضوء مما مست النار.

Idara Ghufran

لاَ بَأْسَ بِشُرْبِ الْعَصِيْرِ مَا لَمْ يَغْلِ. قَالَ سَعِيْدٌ: إِذَا غَلاَ، فَهُوَ خَمْرٌ اِجْتَنِبْهُ، وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: إِذَا غَلاَ فَدَعْهُ (مُصنف ابن أبی شيبة) [1]

ترجمہ: انگور کے شیرہ کے پینے میں کوئی حرج نہیں، جب تک کہ اس میں جوش واُبال (Boil) پیدا نہ ہوجائے، حضرت سعید نے فرمایا کہ جب اس میں جوش واُبال (Boil) پیدا ہوجائے، تو وہ شراب ہے، اُس سے آپ اجتناب کریں، اور حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ جب جوش واُبال (Boil) پیدا ہوجائے، تو اُس کو آپ چھوڑ دیں (ابنِ ابی شیبہ)

عبدالملک سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْعَصِيْرِ، قَالَ: اِشْرَبْهُ حَتّٰى يَغْلِيَ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی) حضرت عطاء نے انگور کے شیرہ کے بارے میں فرمایا کہ آپ اُسے اس وقت تک پی سکتے ہیں، جب تک کہ اس میں جوش واُبال (Boil) پیدا نہ ہو (نسائی)

حضرت داؤد سے روایت ہے کہ:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: اِشْرَبْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا أَنْ يَّغْلِيَ (سنن النسائی) [3]

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی) حضرت شعبی نے فرمایا کہ تم شیرہ تین دن تک پی سکتے ہو، مگر یہ کہ اس میں جوش واُبال (Boil) پیدا ہوجائے (نسائی، ابن ابی شیبہ)

تین دن کی قید کی وجہ پہلے بیان کی جاچکی ہے۔

اس طرح کی روایات کئی اور تابعین سے بھی مروی ہیں۔ [4]

اس سے معلوم ہوا کہ انگور کا شیرہ وعرق اور جوس جائز ہے، جبکہ اُس میں تغیر پیدا ہوکر نشہ آور کیفیت نہ پیدا

---

[1] رقم الحديث ۲۴۳۲۲، كتاب الاشربة، باب فی شرب العصير، من كرهه إذا غلا.

[2] رقم الحديث ۵۷۳۳، كتاب الاشربة، باب الوضوء مما مست النار.

[3] رقم الحديث ۵۷۳۴، كتاب الاشربة، باب الوضوء مما مست النار، مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۲۴۳۲۸، فی شرب العصير، من كرهه إذا غلا.

[4] عن دينار، عن الحسن، قال: اشرب العصير ما لم يتغير (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۲۴۳۳۳، فی شرب العصير، من كرهه إذا غلا)

حدثنا بشير بن عقبة، قال: سألت ابن سيرين عن عصير العنب؟ فقال: عصير يومه فی معصرته، قال: اشربه فی يومه، فإنی أكره إذا حول فی إناء، أو وعاء، وقال: عليكم بسلافة العنب، فإنها أطيبه، فاشربه (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۳۳۵)

عن شعبة، عن عمرو بن أبی حكيم، عن عكرمة، قال: اشرب العصير ما لم يهدر (ايضاً، رقم الحديث ۲۴۳۲۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوئی ہو، اور اگر رکھے رکھے اس میں جوش واُبال پیدا ہوجائے، یا جھاگ بھی پیدا ہوجائیں، تو پھر وہ قطعی طور پر حرام ہوجاتا ہے، اور یہ غلیظ اور دیسی انداز کی حقیقی شراب بن جاتا ہے۔ [1]

اور اگر خمیر (Yeast) نہ اُٹھے، لیکن کچھ شدت پیدا ہوجائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شراب تو نہیں کہلاتا، اور اس کا زور توڑنے کے لئے اس میں پانی ڈال کر پینا جائز ہوتا ہے، جیسا کہ پیچھے شدید اور گاڑھے نبیذ کے بارے میں گزرا، لیکن اگر نشہ آور ہو تو اس کا پینا جائز نہیں ہوتا۔ [2]

اور جب انگور کے رَس وشیرہ یا جوس کا یہ حکم ہے، تو سیب، انار، مالٹا، آلو بخارا، ٹماٹر وغیرہ کے غیر نشہ آور جوس کا پینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہے، اور آج کل اس طرح کے غیر نشہ آور جُوسوں کا استعمال دنیا بھر میں عام ہے، اور ان کو دنیا میں کوئی بھی نشہ آور قرار نہیں دیتا، اور نہ ہی ان کو شراب سمجھا جاتا ہے، اور شراب کا مفہوم، ان مشروبات سے بالکل جدا سمجھا جاتا ہے۔ (جاری ہے.........)

---

[1] قال المازری أجمعوا علی أن عصیر العنب قبل أن یشتد حلال وعلی أنه إذا اشتد وغلی وقذف بالزبد حرم قلیله وکثیره (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۴۳، قوله باب الخمر من العسل)

[2] غیر المطبوخ من الأنبذة حرام بإجماع الصحابة إذا غلی واشتد وقذف بالزبد (رد المحتار، ج ۶، ص ۴۵۳، کتاب الاشربة)

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات و مضامین (جنت اور اس کی بہاریں: ۲۱) مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت کی شاہانہ زندگی

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا. أُولَئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا (سورۃ الکهف، رقم الآیات ۳۰ ص ۳۱)

ترجمہ: (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی انکو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا) خوب آرام گاہ ہے (سورہ کہف)

دار العمل اور دار الجزاء کا الگ الگ دستور

دنیا دار العمل ہے، یہاں بطورِ امتحان جائز، ناجائز کی بہت سی پابندیاں اور بہت سی حد بندیاں ہیں، منجملہ ان کے دنیا میں مردوں کے لئے سونے چاندی کے زیوارت، اور ریشم کا استعمال بھی ممنوع اور حرام ہے [1] آخرت دار الجزاء ہے، وہاں مردوں کے حق میں سونے چاندی اور ریشم کے استعمال کی پابندی اٹھ جائے گی، بلکہ دنیا میں اللہ کی اس پابندی کی رعایت و لحاظ کرنے اور اللہ کی حرام کردہ ان چیزوں سے بچنے کا ثمرہ اور بدلہ خود جنت میں انہیں چیزوں سے نوازے جانے کی صورت میں ظاہر ہوگا، اسی طرح دنیا میں شراب

---

[1] حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى: أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ، فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: لَوْلاَ أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ، كَأَنَّهُ يَقُولُ: لَمْ أَفْعَلْ هَذَا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلاَ الدِّيبَاجَ، وَلاَ تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلاَ تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۲۶)

Idara Ghufran

کی حرمت کو ملحوظ رکھنے اور اس خانہ خراب سے، اپنے منہ کو پاک رکھنے کا ثمرہ آخرت میں شرابِ طہور عطا ہونے کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

اللہ کی حرمات کی حرمت دری کرنے کا انجام

اس کے برخلاف اللہ کی ان حد بندیوں اور پابندیوں کو نہ ماننے والوں اور اللہ کے محرمات کی حرمت دری کرنے والوں کو، گندھک، اور آتش گیر مادے کا لباس پہنایا جائے گا، اور کنگن و زیورات کی جگہ بیڑیوں، ہتھکڑیوں اور طوق وسلاسل میں جکڑا جائے گا۔

شراب پینے کی اخروی سزا

برے اعمال کی پاداش میں، اور شراب خانہ خراب پینے کی وجہ سے آخرت میں شرابِ طہور کی بجائے ''طینۃ الخبال'' (اہلِ جہنم کا خون، پیپ وغیرہ) [1] اور کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔

ذوق دیکھ دخترِ رز کو نہ لگا منہ
چھٹتی نہیں منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

ذرا یہ آیات ملاحظہ ہوں:

إِنَّـا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (سورة الكهف، رقم الآية ۲۹)

ترجمہ: بیشک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے انھیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کیے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا مونہوں کو جھلس دے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی (سورہ کہف)

وَتَـرَى الْـمُـجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ. سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشٰى وُجُوهَهُمُ النَّارُ (سورة ابراهيم، رقم الآية ۴۹، ۵۰)

---

[1] عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ، يُقَالُ لَهُ: الْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَ مُسْكِرٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۰۲ "۷۲")

Idara Ghufran

ترجمہ:اورتو اس دن گناہگاروں کوزنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا۔
کُرتے ان کے گندھک کے ہوں گے اوران کے چہروں پرآ گ لپٹی ہوگی (سورہ ابراہیم)

اِنَّآ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ سَلٰسِلَا وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِیۡرًا (سورة الدهر، رقم الآية ۴)

ترجمہ: بے شک ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اورطوق اور دھکتی آ گ تیار کر رکھی ہے(سورہ دہر)

مرتفقا

یہاں جنت،جہنم دونوں کے لئے قرآن نے ''مرتفقا'' کا لفظ استعمال کیا ہے،مرتفق منزل ٹھکانے اور مقام کو کہتے ہیں،جہنم اور وہاں کے آلام ومصائب اور ذلت وخواری والے حالات کو''سائت مرتفقا'' فرمایا ہے،یعنی براٹھکانہ،برامقام،بری جگہ،اور جنت کو''حسنت مرتفقا'' فرمایا ہے،یعنی اچھا مقام اور ٹھکانہ۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ایک اصطلاح کی وضاحت

شاہ ولی اللہ صاحب نے''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں غالبًا اسی لفظ کومستعار لے کر دنیا میں قوموں اورمعاشروں کی اجتماعی زندگی کوپسماندہ اورترقی یافتہ ہونے کے اعتبار سے چار قسموں میں تقسیم کیا ہے۔
اوران کے لئے''ارتفاقاتِ اربعہ'' کی اصطلاح لائی ہے۔[1]

---

[1] أحدها الانبعاث إلى شيء من رأى كلى فالبهيمة إنما تنبعث إلى غرض محسوس أو متوهم من داعية ناشئة من طبيعتها كالجوع والعطش والشبق، والإنسان ربما ينبعث إلى نفع معقول ليس له داعية من طبيعته فيقصد أن يحصل نظاما صالحا فى المدينة أو بكمل خلقه، ويهذب نفسه، أو يتفصى من عذاب الآخرة، أو يمكن جاهه فى صدور الناس .الثانى أنه يضم مع الارتفاق الظرافة، فالبهيمة إنما تبتغى ما تسد به خلتها، وتدفع حاجتها فقط، والإنسان ربما يريد أن تقر عينه، وتلذ نفسه زيادة على الحاجة، فيطلب زوجة جميلة، وطعاما لذيذا، وملبسا فاخرا ومسكنا شامخا .والثالث أنه يوجد منهم أهل عقل ودارية يستنبطون الارتفاقات الصالحة، ويوجد منهم من يختلج فى صدره ما اختلج فى صدور أولئک، ولكن لا يستطيع الاستنباط، فإذا رأى من الحكماء ، وسمع ما استنبطوه تلقاه بقلبة، وعض عليه بنواجذه لما وجده موافقا لعلمه الإجمالى، فرب إنسان يجوع، ويظمأ فلا يجد الطعام والشراب، فيقاسى ألما شديدا حتى يجدهما، فيحاول ارتفاقا بإزاء هذه الحاجة، ولا يهتدى سبيلا، ثم يتفق أن يلقى حكيما أصابه ما أصاب ذلک، فتعرف الحبوب الغاذية، واستنبط بذرها وسقيها وحصادها ودياسها وتذريتها، وحفظها إلى وقت الحاجة، واستنبط حفر الآبار للبعيد من العيون والأنهار واصطناع القلال والقرب والقصاع، فيتخذ ذلک بابا من الارتفاق، ثم أنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

تمدنی زندگی کے مختلف ارتفاقات

مثلاً بالکل ابتدائی بدوی اور جنگلی زندگی جہاں تہذیب وتمدن، امانت و دیانت، عدل و انصاف، تعلیم و تربیت، ہنروفن، سلیقہ وآرائش، تراش خراش، بناوٹ وسجاوٹ، ذوقِ جمال وکمال کا دور دور تک پتہ ونشان نہیں ملتا، اور ڈھور ڈنگروں کی سطح سے بس کسی قدر بلند انسانی زندگی ہوتی ہے، یہ ارتفاق کا سب سے نچلا اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یقضم الحبوب كما هى، فلا تنهضم فى معدته، ويرتع الفواكه نيئة، فلا تنهضم، فيحاول شيئا بإزاء هذه، فلا يهتدى سبيلا، فيلقى حكيما استنبط الطبخ والقلى والطحن والخبز، فيتخذ ذلک بابا آخر، وقس على ذلک حاجاته كلها. والمستبصر يشهد عنده لما ذكرنا حدوث كثير من المرافق فى البلدان بعد ما لم تكن، فمضى على ذلک قرون، ولم يزالوا يفعلون ذلک حتى اجتمعت جملة صالحة من العلوم الإلهامية المؤيدة بالمكتسبة، ونشبت عليها نفوسهم، وعليها كان محياهم ومماتهم، وبالجملة فحال الإلهامات الضرورية مع هذه الأشياء الثلاثة كمثل النفس أصله ضرورى بمنزلة حركة النبض، وقد انظم معه الاختيار فى صغر الأنفاس وكبرها. ولما كانت هذه الثلاثة لا توجد فى جميع الناس سواء لاختلاف أمزجة الناس وعقولهم الموجبة للانبعاث، من رأى كلى، ولحب الظرافة، ولاستنباط الارتفاقات، والاقتداء فيها، ولاختلافهم فى التفرغ للنظر ونحو ذلک من الأسباب كان للارتفاقات حدان. الأول هو الذى لا يمكن أن ينفک عنه أهل الاجتماعات القاصرة كأهل البدو وسكان شواهق الجبال والنواحى البعيدة من الأقاليم الصالحة، وهو الذى نسميه بالارتفاق الأول. والثانى ما عليه أهل الحضر والقرى العامرة من الأقاليم الصالحة المستوجبة أن ينشأ فيها أهل الأخلاق الفاضلة والحكماء ، فإنه كثر هنالک الاجتماعات وزدحمت الحاجات، وكثرت التجارب، فاستنبطت سنن جزيلة، وعضوا عليها بالنواجذ. والطرف الأعلى من هذا الحد ما يتعامله الملوک أهل الرفاهية الكاملة الذين يرد عليهم حكماء الأمم، فينتحلون منهم سننا صالحة، وهو الذى نسميه بالارتفاق الثانى، ولما كمل الارتفاق الثانى أوجب ارتفاقا ثالثا، وذلک أنهم لما دارت بينهم المعاملات وداخلها الشح والحسد والمطل والتجاحد، نشأت بينهم اختلافات ومنازعات وأنهم نشأ فيهم من تغلب عليه الشهوات الرديئة، أو يجبل على الجراء ة فى القتل والنهب، وأنهم كانت لهم ارتفاقات مشتركة النفع لا يطيق واحد منهم إقامتها، أو لا تسهل عليه، أو لا تسمح نفسه بها، فاضطروا إلى إقامة ملک يقضى بينهم بالعدل، ويزجر عاصيهم، ويقاوم جريئهم، ويجبى منهم الخراج، ويصرفه فى مصرفه، وأوجب الارتفاق الثالث ارتفاقا رابعا، وذلک أنه لما انفرز كل ملک بمدينته، وجبى إليه الأموال، وانظم إليه الأبطال، وداخلهم الشح والحرص والحقد، تشاجروا فيما بينهم، وتقاتلوا، فاضطروا إلى إقامة الخليفة، أو الانقياد لمن تسلط عليهم تسلط الخلافة الكبرى، وأعنى بالخليفة من يحصل له من الشوكة ما يرى معه، كالممتنع أن يسلبه رجل آخر ملكه، اللهم إلا بعد اجتماعات كثيرة، وبذل أموال خطيرة لا يتمكن منها إلا واحد فى القرون المتطاولة، ويختلف الخليفة باختلاف الأشخاص والعادات، وأى أمة طبائعها أشد وأحد، فهى أحوج إلى الملوک والخلفاء ممن هى دونهما فى الشح والشحناء ، ونحن نريد أن ننبهک على أصول هذه الارتفاقات وفهارس أبوابها، كما أوجبه عقول الأمم الصالحة ذوى الأخلاق الفاضلة، واتخذوه سنة مسلمة لا يختلف فيها أقاصيهم، ولا أذانيهم، فاستمع لما يتلى عليک (حجة الله البالغة، ج ۱، ص ۸۳ الى ۸۵، المبحث الثالث، مبحث الارتفاقات، باب كيفية استنباط الارتفاقات)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

معمولی درجہ ہے، اور سب سے ترقی یافتہ ارتفاق، اجتماعی و معاشرتی زندگی کا ایک منظّم، سلطنت و ریاست کی شکل میں جلوہ گر ہونا ہے، جس میں زندگی کے سب شعبے اور ادارے منظّم و مربوط ہوتے ہیں، جہاں قانون و دستور کی روشنی میں تمدنی زندگی استوار ہوتی ہے، جرم و سزا، عدل و انصاف، تعلیم و تعلم، ہنر و فن، کسب و تجارت، تعمیر و ترقی، کا دور دورہ ہوتا ہے، سب تمدنی ادارے منظّم و مربوط شکل میں موجود اور فعال ہوتے ہیں۔

اور انسانی معاشرہ، تہذیب و تمدن اور کلچر و ثقافت کے ارتقائی مراحل و مدارج طے کر کے، درجہ کمال تک اور حد بلوغ تک پہنچا ہوتا ہے، یہ ارتفاق کا نقطہ عروج اور حد کمال ہوتا ہے، گویا کہ جنت کی زندگی اور معاشرت جس کو قران نے ''حسنت مرتفقا'' فرمایا ہے۔

یہ اجتماعی زندگی کے لئے آئیڈیل اور نمونہ ہے، اگر معاشرے میں عدل و انصاف، مساوات، امانت و دیانت، اور ایک مثالی آئین و دستور موجود، اور نافذ و رائج ہو، تو یہ جنت کی زندگی کا دنیوی زندگی کی حد تک ایک معمولی جھلک و نمونہ ہے۔

اور اجتماعی زندگی میں جس حد تک یہ مذکورہ مثالی اور زریں اصول مفقود ہوں، تو وہ ناقص ارتفاقات بنتے چلے جاتے ہیں، اور اجتماعی زندگی جہنم کا گویا کہ نمونہ بن جاتی ہے، جہاں ارتفاق بدترین حالت میں ہے، جو ''سائت مرتفقا'' ہے ؎ جنت آنجا است کہ آزارے نباشد   کسے را با کسے کارے نباشد

اہلِ جنت کی طرزِ بود و باش قرآنی آیات کے آئینہ میں

سورہ کہف کی مذکورہ آیت اور سورہ دہر، سورہ واقعہ، سورہ رحمان وغیرہ سورتوں کی آیات میں اہلِ جنت کی زندگی، طرزِ زندگی، عادات، حالات، لباس و پوشاک، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، اوڑھنے بچھونے، میل جول، رہن سہن، ادب و آداب، باہم بات چیت، کا جو نقشہ سامنے آتا ہے، وہ ایک بھرپور شاہانہ زندگی کی شان و شوکت کا حامل ہے۔

لیکن دنیا میں شاہانہ زندگی کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ بھی تو اس جنتی زندگی کے مقابلے میں ہیچ در ہیچ ہے کہ یہاں کی شاہانہ زندگی، سو طرح کی قباحتوں اور مفاسد پر مبنی ہوتی ہے، اور تکبر و اتراہٹ، ظلم و سرکشی سے لتھڑی ہوتی ہے، اور باوجود شاہانِ دنیا کی مطلق العنانیت کے ہزار احتیاجات سے گھری ہوتی ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بسلسلہ: تاریخی معلومات — مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۵۴ھ: میں حضرت ابوالقاسم احمد بن ابی المعالی عبداللہ بن برکۃ حربی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۳۱۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ: میں حضرت ابوطاہر محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد سنجی بزدوی بخاری صابونی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۲۸۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ: میں حضرت ابویعلیٰ حمزہ بن علی بن ہبۃ اللہ بن حسن بن علی ثغلبی دمشقی بزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۳۵۸)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عباس بن عبدالحمید حرانی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۳۵۳)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ: میں حضرت ابویعلیٰ محمد بن ابی خازم محمد بن قاضی کبیر ابی یعلیٰ بن فراء بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۳۵۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوسعد تاج الاسلام عبدالکریم بن حافظ معین الدین ابوبکر محمد بن ابی المظفر منصور مروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الحفاظ، ج۱ ص ۴۷۳)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۶۴ھ: میں حضرت ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد بن سلمان بغدادی حاجب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۴۸۳)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۶۷ھ: میں حضرت ابوالمطہر قاسم بن فضل بن عبدالواحد بن فضل اصبہانی صیدلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص ۵۲۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۶۹ھ: میں حضرت ابوالعلاء حسن بن احمد بن حسن بن احمد بن محمد بن سہل بن سلمہ بن عشکل بن اسحاق بن حنبل ہمذانی عطار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۲۱ ص ۴۶، طبقات الحفاظ، ج۱ ص ۴۷۴، تذکرۃ الحفاظ، ج۴ ص ۸۲)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۷۵ھ: میں حضرت ابوالحسین عبدالحق بن حافظ عبدالخالق بن احمد یوسفی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۵۳)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن ابوالحسن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم بن علی بن رفاعی مغربی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۸۰)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۸۱ھ: میں حضرت ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر عمر بن ابوعیسیٰ احمد بن عمر بن محمد بن احمد بن ابوعیسیٰ مدینی اصبہانی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۵۷، طبقات الحفاظ، ج ۱ ص ۴۷۷، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۸۶)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۸۴ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان بن موسیٰ بن عثمان بن حازم ہمذانی حازمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۱۰۶)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۸۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن احمد بن حمید بن مامون اموی بلنسی غرناطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۷۷)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۸۸ھ: میں حضرت ابوالفضل اسماعیل بن علی بن ابراہیم بن ابی القاسم جنزوی دمشقی کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۳۵)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۹۶ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن منصور بن مسلم مصری شافعی خطیب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۰۵)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۹۹ھ: میں سلطان غیاث الدین ابوالفتح محمد بن سام بن حسین غوری کی وفات ہوئی، آپ شہاب الدین غوری کے بھائی تھے (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۲۱)

☐......ماہِ جمادی الاولیٰ ۵۹۹ھ: میں حضرت ابوطاہر مبارک بن مبارک بن ہبۃ اللہ بن معطوش حریمی بغدادی عطار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۰۱)

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن

شعبان وشبِ برأت کے فضائل واحکام

''شعبانُ المُعَظَّم'' سے متعلق فضائل ومسائل اور منکرات ومفاسد، ''شبِ برأت'' کے بارے میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اہلُ السنۃ والجماعۃ کا معتدل، اہم تاریخی واقعات

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی رحمہ اللہ (قسط۱)

نام ونسب

امام شافعی رحمہ اللہ کا نام محمد ہے، آپ کے والد کا نام ادریس ہے، آپ کا نسب یہ ہے، محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہشام بن مطّلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔

اس طرح کا آپ کا نسب کئی واسطوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق آپ کے نسبی دادا سائب بن عبید کے ہاتھ میں غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے بنو ہاشم کا جھنڈا تھا، سائب بن عبید گرفتار ہوئے، انہوں نے فدیہ ادا کیا، اور مسلمان ہوگئے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سائب بن عبید ظاہری شکل وصورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ [۱]

ولادت وبچپن

امام شافعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں غزہ میں سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوا، غزہ شام کا ایک شہر ہے، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں شامل عبدِ مناف کی وفات منقول ہے، اور غزہ ہی میں ان کی قبر بھی ہے۔

آپ کے والد ادریس کا اپنی جوانی میں ہی انتقال ہوگیا تھا، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے یتیم ہونے کی حالت میں اپنی والدہ کے پاس پرورش پائی۔ [۲]

---

[۱] محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبيد بن عبد يزيد بن هشام بن المطلب بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤى بن غالب (سير اعلام النبلاء، ج۱۰، ص۵)
فأما جدهم السائب المطلبى، فكان من كبراء من حضر بدرا مع الجاهلية، فأسر يومئذ، وكان يشبه بالنبى -صلى الله عليه وسلم (سير اعلام النبلاء، ج۱۰، ص۹)

[۲] أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال نبأنا أبو على الحسن بن محمد بن محمد بن شيظم القاضى قدم للحج -قال أنبأنا نصر بن مكى ببلخ قال نبأنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم قال قال لى محمد بن إدريس الشافعى :ولدت بغزة سنة خمسين -يعنى ومائة -وحملت إلى مكة وأنا ابن سنتين (تاريخ بغداد، تحت ترجمة محمد بن ادريس)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دوسال کی عمر میں آپ کی والدہ آپ کو مکہ لے آئیں، چنانچہ آپ مکہ میں ہی پروان چڑھے۔

جبکہ ابنِ ابی حاتم سے روایت ہے کہ امام شافعی یمن میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ کو آپ کے نسب کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوا، اس لئے آپ کی والدہ آپ کو دس سال کی عمر میں مکہ لے آئیں۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ عسقلان میں پیدا ہوئے، اور دوسال کی عمر میں آپ کی والدہ آپ کو مکہ لے آئیں (سیر اعلام النبلاء، ج۱۰، ص۱۰)

آپ کی والدہ کا نام شفاء بنتِ ارقم بن نھلہ ہے، نھلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کے بھائی تھے، اس طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا نسب ددھیال اور ننھیال، دونوں طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جاملتا ہے۔

مؤرخین کے بقول امام شافعی اسی دن پیدا ہوئے، جس دن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

بچپن میں آپ کی توجہ اور شوق تیراندازی کی طرف تھا، اور آپ کو اپنے تمام ساتھیوں میں برتری حاصل تھی، روایت ہے کہ نشانہ بازی میں آپ کے دس میں سے نو نشانے صحیح ہوتے تھے۔

اس کے بعد آپ کی توجہ اور شوق عربی زبان، شریعتِ اسلام اور فقہ کا علم حاصل کرنے کی طرف ہوگیا، چنانچہ آپ کو اس میں بھی برتری حاصل ہوئی، اور آپ زمانہ کے امام بنے۔

حُمیدی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں یتیم تھا، میری والدہ کے پاس میرے معلِّم کو دینے کے لئے رقم نہیں تھی، میرے معلِّم مجھے مفت تعلیم دینے کے لئے اس بات پر راضی ہوگئے کہ میں ان کی غیر موجودگی میں طلبہ کو سبق پڑھادیا کروں۔

غربت کی یہ حالت تھی کہ کاغذ بھی خرید نہیں سکتے تھے، چنانچہ ہڈیاں اور ٹھیکرے چُن کر ان ہی پر لکھ لیا کرتے تھے۔

مزنی سے روایت ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا، اور دس سال کی عمر میں موطا حفظ کرلی تھی (سیر اعلام النبلاء، ج۱۰، ص۹ تا ص۱۱)

اساتذہ

آپ نے مکہ میں مسلم بن خالد زنجی (مکہ کے مفتی)، داؤد بن عبدالرحمٰن عطار، اپنے چچا محمد بن علی بن شافع، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمٰن بن ابوبکر ملیکی، سعید بن سالم اور فضیل بن عیاض اور دیگر اہلِ علم سے

Idara Ghufran

استفادہ کیا۔

بائیس، تیئیس سال کی عمر میں جب آپ کو فتویٰ اور امامت کی اہلیت حاصل ہوچکی تھی، آپ امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے موطا پڑھنے کے لئے مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے۔

مدینہ میں آپ نے ابراہیم بن ابو یحییٰ، عبدالعزیز دراوردی، عطاف بن خالد، اسماعیل بن جعفر اور ابراہیم بن سعد سے علم حاصل کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ یمن اور بغداد بھی تشریف لے گئے، یمن میں آپ نے مطرف بن مازن، ہشام بن یوسف قاضی وغیرہ جیسے اہلِ علم سے استفادہ کیا۔

اور بغداد میں امام محمد بن حسن شیبانی (عراق کے فقیہ) سے خوب استفادہ کیا۔

ان کے علاوہ اسماعیل بن علیہ اور عبدالوہاب ثقفی اور بہت سے دیگر اہلِ علم سے بھی امام شافعی رحمہ اللہ کا استفادہ کرنا منقول ہے۔

حُمیدی سے روایت ہے کہ امام شافعی کی عمر جب پندرہ سال ہوئی، تو آپ کے استاد مکہ کے مفتی مسلم بن خالد زنجی آپ سے فرماتے کہ واللہ! آپ میں فتویٰ دینے کی اہلیت ہے، آپ فتویٰ دیا کرو (سیر اعلام النبلاء، ج۱۰،ص۱۵، وص۱۶)

امام شافعی رحمہ اللہ نے کئی تصانیف مرتب کیں، اور علم کو مدوَّن اور مرتَّب فرمایا، اور اُصولِ فقہ کے فن کو تصنیف فرمایا، اس طرح آپ کی شہرت دُور دُور تک پہنچی، اور آپ کے پاس طلبہ کی بہت کثرت ہوگئی۔

شاگرد

آپ سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل، حُمیدی، ابوعبید قاسم بن سلام، سلیمان بن داؤد ہاشمی، ابویعقوب یوسف بویطی، ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی، حرملہ بن یحییٰ، موسیٰ بن ابو جارود مکی، عبدالعزیز مکی، حسین بن علی کرابیسی، ابراہیم بن منذر حزامی، حسن بن محمد زعفرانی، احمد بن محمد ازرقی، احمد بن سعید ہمدانی، احمد بن شریح رازی، احمد بن یحییٰ بن وزیر مصری، احمد بن عبدالرحمٰن وہبی، ابراہیم بن محمد شافعی، اسحاق بن راہویہ، اسحاق بن بہلول، ابوعبدالرحمٰن احمد بن یحییٰ شافعی، حارث بن سریج نقال، حامد بن یحییٰ بلخی، سلیمان بن داؤد مہری، عبدالعزیز بن عمران بن مقلاص، علی بن معبد رقی، علی بن سلمہ لبقی، عمرو بن سواد، ابو حنیفہ قحزم بن عبداللہ اسوانی، محمد بن یحییٰ عدنی، مسعود بن سہل مصری، ہارون بن سعید ایلی، احمد بن سنان

Idara Ghufran

قطان، ابوطاہر احمد بن عمرو بن سرح، یونس بن عبدالاعلیٰ، ربیع بن سلیمان مرادی، ربیع بن سلیمان جیزی، محمد بن عبداللہ بن عبدحکم، بحر بن نصر خولانی، اور بہت سے اہلِ علم کے اسماء شامل ہیں۔

حُلیہ واقوال

مزنی کا بیان ہے کہ میں نے امام شافعی سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا، آپ کبھی اپنی ڈاڑھی کو پکڑتے تو وہ آپ کی مٹھی سے باہر نہیں نکلتی تھی۔ [1]

روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابنِ عیینہ کی مجلس میں امام شافعی آئے، ابنِ عیینہ نے دل کی نرمی سے متعلق کوئی حدیث بیان کی، امام شافعی غشی کھا کر گر گئے، کسی نے کہا کہ محمد بن ادریس شافعی تو فوت ہوگئے، اس پر ابنِ عیینہ نے کہا کہ اگر محمد بن ادریس شافعی فوت ہوگئے، تو اپنے زمانہ کا سب سے افضل آدمی فوت ہوگیا۔

امام شافعی سے قرآن کے بارے میں معلوم کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ ''اُف، اُف، قرآن تو اللہ کا کلام ہے، جس نے قرآن کو مخلوق کہا، تو اس نے کفر کیا (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۱۷، وص ۱۸)

یونس سے روایت ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اصل قرآن اور سنت ہیں، اور جب حدیث کی صحت ثابت ہو جائے، تو وہی سنت ہے، اس کے بعد قیاس کا درجہ ہے، جو قرآن اور سنت پر کیا گیا ہو، اور تنہا حدیث پر اجماع کا درجہ زیادہ ہے (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۲۰، وص ۲۱)

ربیع نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ حدیث کی قرائت نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

اور فرمایا کہ علم حاصل کرنا نفل نماز سے افضل ہے۔

اور یونس نے امام شافعی سے کہا کہ لیث کہتے ہیں کہ خواہش پرست اگر (نظر بندی یا استدراجاً) پانی پر چلے، تب بھی میں اس کی روایت قبول نہیں کروں گا، تو امام شافعی نے فرمایا کہ لیث نے کمزور بات کہی ہے، میں تو اگر کسی خواہش پرست کو ہوا میں اُڑتے ہوئے بھی دیکھ لوں تو میں اس کی روایت قبول نہیں کروں گا۔

نیز امام صاحب اصحابِ حدیث سے فرماتے تھے کہ تمہاری مثال پنسار کی طرح ہے، اور ہماری اطباء کی طرح ہے (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۲۳)

(جاری............)

---

[1] قال المزني: ما رأيت أحسن وجها من الشافعي -رحمه الله!- وكان ربما قبض على لحيته، فلا يفضل عن قبضته (سير اعلام النبلاء، ج ١٠، ص ١١)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء　　　　مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط۱)

ویسے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کا درجہ پوری امت سے زیادہ ہے، اور قرآن مجید میں اور احادیث میں صحابہ کے اونچے درجات بیان ہوئے ہیں، لیکن صحابہ میں سب سے بلند درجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ہے، اور آپ کا لقب عتیق ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا (ترمذی، رقم الحديث ٣٦٧٩، مستدرک حاکم، رقم الحديث ٥٦١١، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٩) [۱]

ترجمہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کئے ہوئے ہو، اس دن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق ہوگیا (ترمذی، حاکم، طبرانی)

اس طرح کا مضمون حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [۲]

آپ کے والد کا نام عثمان ہے، اور ان کی کنیت ابوقحافہ ہے، آپ کے والد اپنی کنیت یعنی ابوقحافہ سے ہی زیادہ معروف ہیں، آپ کا والد کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے:

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

---

[۱] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الحَدِيثَ عَنْ مَعْنٍ، وَقَالَ :عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

وقال الحاكم: صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه. وقال الذهبی: على شرط مسلم.

[۲] عن عامر بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه قال :كان اسم أبی بكر عبد الله بن عثمان، فقال له النبی صلى الله عليه وسلم " :أنت عتيق الله من النار "فسمی عتيقا (ابن حبان، رقم الحديث ٦٨٦٤) قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات (حاشية ابن حبان)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت اُم الخیر ہے، آپ کی والدہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

اُم الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔ [۱]

کئی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اُن سے اپنی محبت بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ، عَاصِبٌ رَأْسَهٗ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ أَبِیْ قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا، وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ

(بخاری، رقم الحدیث ۴۶۷، باب الخوخۃ والممر فی المسجد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے، اپنا سر ایک پٹی سے باندھے ہوئے باہر نکلے، اور منبر پر بیٹھ گئے، پھر اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ لوگوں میں سے مجھ پر اپنی جان اور اپنے مال سے احسان کرنے والا ابوبکر بن ابوقحافہ سے زیادہ کوئی نہیں، اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا، تو یقیناً ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے (بخاری)

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِیْ مَالِهٖ وَصُحْبَتِهٖ

---

[۱] عن عروة، قال " :أبو بكر الصديق اسمه عبد الله بن عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة، شهد بدرا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأم أبى بكر رضى الله عنه: أم الخير سلمى بنت صخر بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة بن كعب بن لؤى بن غالب بن فهر بن مالک، وأم أم الخير :دلاف وهى أميمة بنت عبيد بن الناقد الخزاعى، وجدة أبى بكر :أم أبى قحافة أمينة بنت عبد العزى بن حرثان بن عوف بن عبيد بن عويج بن عدى بن كعب (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۲۸۸، كتاب المناقب، باب ما جاء فى أبى بكر الصديق رضى الله عنه)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَبُوْبَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ (مسلم، رقم الحديث ۲۳۸۲"۲"، باب من فضائل أبى بكر الصديق رضى الله عنه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ اپنے مال اور اپنی صحبت کے ذریعہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اور اگر میں کسی کو (اللہ کے علاوہ) خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن (ابوبکر تو میرے) اسلامی بھائی ہیں (مسلم)

اس طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ اِمْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ أَبِيْ : كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ -قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ (مسلم، رقم الحديث ۲۳۸۶"۱۰"، باب من فضائل أبى بكر الصديق رضى الله عنه)

ترجمہ: ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا، تو آپ نے اس عورت کو دوبارہ آنے کے لئے فرمایا، اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں پھر آؤں اور آپ کو (موجود) نہ پاؤں؟ گویا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد لے رہی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ نے مجھے موجود نہ پایا تو ابوبکر کے پاس آ جانا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ : أَنَا، قَالَ : فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا، قَالَ : فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا

---

[1] عن عبد الله، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أبرأ إلى كل خليل من خله، ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابن أبى قحافة خليلا، وإن صاحبكم لخليل الله (ترمذى، رقم الحديث ۳۶۵۵، باب مناقب أبى بكر الصديق رضى الله عنه واسمه عبد الله بن عثمان ولقبه عتيق)

قال الترمذى: هذا حديث حسن صحيح وفى الباب عن أبى سعيد، وأبى هريرة، وابن الزبير، وابن عباس.

Idara Ghufran

قَالَ أَبُوبَكْرٍ : أَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۲۸ "۱۲"، باب من فضائل أبى بكر الصديق)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کسی نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میں نے روزہ رکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن تم میں سے کون کسی جنازے کے ساتھ گیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میں گیا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میں نے کھلایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کسی نے کسی بیمار کی تیمارداری کی ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میں نے تیمارداری کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں یہ ساری چیزیں جمع ہوگئیں وہ جنت میں داخل ہوگیا (مسلم)

اس حدیث سے مذکورہ اعمال اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِيْ أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَابَكْرٍ، وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا (ترمذى، رقم الحديث ۳۶۵۸، باب مناقب أبى بكر الصديق رضى الله عنه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اعلیٰ درجات والوں کو ادنیٰ درجات والے اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ ستاروں کو آسمان کے افق پر دیکھتے ہو، اور ابوبکر اور عمر انہی بلند درجات والوں میں سے ہیں اور کیا خوب ہیں (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: أَبُوبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترمذى، رقم الحديث ۳۶۵۶، باب مناقب أبى بكر الصديق)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار اور ہم سب میں بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے (ترمذی)

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک اونچے درجے کے صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عفان تھا، اس وجہ سے آپ کو عثمان بن عفان کہا جاتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مال دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اور آپ نے اپنے مال سے مسلمانوں کی بہت مدد کی تھی، اس لئے آپ کے نام کے ساتھ عثمان غنی بھی لکھا جاتا ہے، غنی مالدار کو کہتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے پُرانے دوست تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب چالیس سال کی ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا، تو مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی فوراً ہی اسلام قبول کرلیا۔

اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں، جنہوں نے ابتداء ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا، اسی وجہ سے مکہ کے مشرکوں نے جن مسلمانوں کو بہت تکلیفیں دی تھیں، اُن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، تو اُن کے چچا نے انہیں رسیوں سے باندھ دیا، اور کہا کہ میں تمہیں اس وقت تک رسیوں سے آزاد نہیں کروں گا، جب تک تم اسلام کو چھوڑ نہیں دو گے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسلام کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

حضرت عثمان کے چچا نے جب اُن کا یہ جواب سنا تو انہیں آزاد کردیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا ہے، ذوالنورین کا مطلب ہے، دو نور والا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس وجہ سے کہا جاتا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے اپنی ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تھا، جب حضرت رقیہ رضی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ عنہا فوت ہوگئیں، تو کچھ عرصہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے ساتھ نکاح ہوا تھا، اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا ہے، یعنی دو نور والا آدمی۔

حضرت عثمان اور حضرت رقیہ کی آپس میں بہت محبت تھی، مکہ کے کافروں کے ظلم سے تنگ آ کر مسلمانوں نے کئی مرتبہ ہجرت کی، ان ہجرتوں میں پہلی ہجرت حبشہ کے ملک کی طرف تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلی ہجرت کے موقع پر جن مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا تھا، اُن میں حضرت عثمان اور حضرت رقیہ بھی شامل تھیں، لیکن کچھ سال بعد حضرت عثمان اور حضرت رقیہ حبشہ سے واپس مکہ میں آ گئے، پھر جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، تو حضرت عثمان اور حضرت رقیہ نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدینہ کی طرف بھی ہجرت کی۔

مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت اس وقت کی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ترپین سال تھی، اور جس سال مسلمانوں نے مدینہ ہجرت کی تھی، تو اسے سنہ ایک ہجری یعنی ہجرت کا پہلا سال کہا جاتا ہے، سنہ دو ہجری میں جب مسلمان غزوۂ بدر کے لئے مدینہ سے باہر جا رہے تھے، تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت خراب ہوگئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ رقیہ کے پاس رہیں، آپ کو غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا ثواب ملے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے، لیکن انہیں غزوۂ بدر میں شرکت کا ثواب حاصل ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے جب چلے گئے، تو پیچھے سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی، اور وہ فوت ہوگئیں، غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت کی ہو۔

غزوۂ بدر کے علاوہ دوسرے بہت سے غزووں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے ہیں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے مسلمانوں کی بہت خدمت کی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی دنیا میں ہی یہ خوشخبری سنادی تھی کہ آپ جنت میں جاؤ گے۔

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین ابوصہیب

⌘ وضو کے فضائل

معزز خواتین! قرآن وحدیث میں جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے اور جن اعمال کے فضائل بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک عمل وضو ہے اس مضمون میں وضو کے فضائل بیان کئے جائیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (سورة البقرة رقم الآية ۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ بکثرت توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ اور پاکی حاصل کرنے کی صورتوں میں وضو کرنا بھی شامل ہے۔

وضو کرنے کی اہمیت وفضیلت دو وجہ سے ہے ایک اپنی ذات میں صرف اس عمل کی فضیلت اور دوسرے نماز وطواف وغیرہ جیسی اہم اور افضل عبادات کے لئے ضروری ہونے کی اہمیت۔

اب اس سلسلے میں چند ایک احادیث تحریر کی جارہی ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ قَالَ " :بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ :لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ :أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ (رواه البخاری باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة رقم الحديث ۳۲۴۲)

ترجمہ: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا تو وہاں ایک عورت ایک محل کی جانب میں وضو کررہی تھی، میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ عمر بن

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خطاب کا فوراً مجھے عمر کی غیرت کا خیال آیا تو میں الٹے پاؤں واپس آ گیا (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! بھلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کر سکتا ہوں (بخاری)

تشریح...... انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں، اس حدیث میں حضور ﷺ نے خواب میں ایک عورت کو جنت میں وضو کرتے ہوئے دیکھا، اس سے وضو کے جنت کی طرف لے جانے والا عمل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

أَنَّ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ، أَخْبَرَهُ قَالَ :أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، بِطَهُورٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ، فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ :رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ :مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوءِ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ :وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لاَ تَغْتَرُّوا (البخاری رقم الحدیث ۶۴۳۳)

ترجمہ: حمران بن ابان کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا اس وقت وہ مقاعد پر بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہا، کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی جگہ دیکھا، کہ وضو کیا، اور اچھی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جس نے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر مسجد میں آیا، اور دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھ گیا، تو اس کے اگلے (یعنی ماضی میں کیے ہوئے) گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دھوکہ میں مبتلا نہ ہونا (بخاری)

تشریح...... اس حدیث میں اچھی طرح (یعنی سنت کے طریقے کے مطابق) وضو کر کے مسجد میں آ کر دو رکعت (غالباً تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد) پڑھنے اور مسجد میں بیٹھنے سے گزشتہ صغیرہ گناہوں کی معافی کا ذکر ہے۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلاَثَ مِرَارٍ، فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الإِنَاءِ،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لاَ يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، (رواه البخاری باب الوضوء ثلاثا ثلاثا رقم الحديث ۱۵۹)

ترجمہ: حمران (عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزادکردہ غلام) نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے (وضو کے پانی والا) برتن منگوایا، پھر اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا اوران دونوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا (اس سے پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے پاؤں تین مرتبہ دھوئے، اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اسی وضو کے مثل وضو کرتے دیکھا ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے اس وضو کے مثل وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، جس میں اپنے دل سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے اگلے (یعنی گزشتہ زمانے کے) گناہ بخش دیئے جائیں گے (بخاری)

تشریح ......اس حدیث سے بھی سنت کے مطابق وضو کرنے اور دو رکعتیں (تحیۃ الوضو وغیرہ) اس طرح سے پڑھنے پر گناہوں کی بخشش کی بشارت ہے کہ دورانِ نماز اپنے ارادے سے دوسرے خیالات کو نہ سوچے۔

Idara Ghufran

پیچھے پڑ کر سوال کرنے کی ممانعت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تُلْحِفُوْا بِالْمَسْأَلَةِ، فَإِنَّهُ مَنْ يَّسْتَخْرِجُ مِنَّا بِهَا شَيْئًا لَا يُبَارَكُ لَهُ فِيْهِ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۵۶۲۸، إسنادہ صحیح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سوال کرتے ہوئے لپٹ کر نہ مانگو، اس لئے کہ مجھ سے جو چیز مانگ کر حاصل کی جائے گی، تو اس میں برکت نہیں ہوگی (ابو یعلیٰ)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَاللّٰهِ، لَا يَسْأَلُنِيْ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا، فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّيْ شَيْئًا، وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ، فَيُبَارَكَ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتُهُ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۳۸ "۹۹")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سوال کرتے ہوئے لپٹ کر نہ مانگو، اللہ کی قسم، تم میں سے کوئی مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے، تو اس کے مانگنے کی وجہ سے وہ چیز مجھ سے نکل جاتی ہے، لیکن میں اس کے لئے اس کو بُرا جانتا ہوں، تو اس کو میرے عطا کردہ مال میں برکت نہیں ہوگی (مسلم)

Idara Ghufran

سوال اور لالچ سے حاصل کردہ مال میں برکت نہیں ہوتی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ، فَيُبَارَكُ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرَهٍ، كَانَ كَالَّذِیْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۳۷ "۹۸"، باب النهی عن المسألة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں خزانچی ہوں، جس کو میں طیبِ نفس یعنی دلی خوشی سے کچھ عطا کروں تو اس میں اسے برکت ہوتی ہے اور جس کو میں اس کے سوال کرنے (و مانگنے) پر اور لالچ (و حرص) پر دوں اس کا حال اس شخص جیسا ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا (مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ دیتے تو میں کہتا تھا کہ اس شخص کو دے دیجئے، جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اس مال میں سے تم کو کچھ ملے، اس حال میں کہ تمہیں طمع اور لالچ نہ ہو، اور تم سوال کرنے (اور مانگنے) والے بھی نہ ہو تو اسے لے لو اور اگر نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑو۔

(بخاری، باب من اعطاہ اللہ شیئا من غیر مسالۃ ولا اشراف نفس)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مال کے حقوق ادا کرنا، مال میں برکت کا ذریعہ ہے

حضرت معبد جہنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ مُعَاوِيَةُ، قَلَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، وَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَلَّمَا يَدَعُهُنَّ، أَوْ يُحَدِّثُ بِهِنَّ فِي الْجُمَعِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خَضِرٌ، فَمَنْ يَّأْخُذْهُ بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٨٣٧)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہت کم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے، البتہ یہ کلمات اکثر جگہوں پر اور جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ذکر کرتے تھے کہ اللہ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں، اور یہ دنیا کا مال بڑا میٹھا اور سرسبز وشاداب ہے، سو جو شخص اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا مال ودولت جو سرسبز وشاداب اور میٹھا معلوم ہوتا ہے، تو یہ اسی وقت باعثِ برکت ہے، جبکہ اس مال کے حقوق مثلاً زکاۃ وغیرہ ادا کیے جائیں، اور جن لوگوں کے حقوق اس مال سے وابستہ ہیں، اُن کے حقوق بھی ادا کیے جائیں، اور مال حاصل کرنے میں لالچ اور سوال نہ کیا جائے۔

Idara Ghufran

سوال کرنا فقر کا دروازہ کھولنے کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا يَفْتَحُ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابَ مَسْأَلَةٍ، إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، يَأْخُذُ الرَّجُلُ حَبْلَهٗ فَيَعْمِدُ إِلَى الْجَبَلِ، فَيَحْتَطِبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَأْكُلُ بِهٖ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ مُعْطًى أَوْ مَمْنُوْعًا

(مسند احمد، رقم الحديث ۹۴۲۱، إسناده قوی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ اس پر فقر وفاقہ کا دروازہ کھول دیتا ہے، آدمی اپنی رسی لے کر پہاڑ پر جائے، لکڑیاں کاٹ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر اسے بیچے اور اس سے حاصل ہونے والی کمائی کھائے، یہ بہت بہتر ہے اس سے کہ لوگوں سے جا کر سوال کرے (پھر) اسے کچھ ملے یا نہ ملے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ، يُرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً، إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا قِلَّةً

(مسند احمد، رقم الحديث ۹۶۲۴، حسن لغيره)

ترجمہ: آدمی (مال کی) زیادتی کے ارادہ سے سوال کا دروازہ کھولتا ہے، تو اللہ عزوجل اس پر کمی کا دروازہ کھول دیتا ہے (مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

کیا لباس کا چوتھا جوڑا خارج از حاجت ہے؟

حنفیہ کی بعض عربی واردو فقہ وفتاویٰ کی کتابوں میں یہ مسئلہ تحریر کیا گیا ہے کہ پہننے کے تین عدد جوڑوں سے زائد لباس حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے، اور اسی وجہ سے اگر کسی کے پاس پہننے کے تین عدد جوڑوں سے زائد لباس کی قیمت نصاب کے برابر ہو، یا دوسرے زائد از ضرورت سامان کے ساتھ مل کر اس کی قیمت نصاب کے برابر ہو جائے، تو ایسے شخص کو زکاۃ دینا جائز نہیں، اور ایسے شخص پر صدقۂ فطر اور قربانی بھی واجب ہے، اور آج کل بہت سے بلکہ اکثر لوگوں کے پاس پہننے کے تین سے زائد جوڑے ہوتے ہیں، اور اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کی ضرورت آج کل پہننے کے تین جوڑوں سے پوری نہیں ہوتی، اس لئے انہیں اپنے پہننے کے لئے تین سے زائد جوڑے رکھنے پڑتے ہیں، خواہ کام کاج اور محنت ومزدوری کی وجہ سے، یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے، حالانکہ وہ اپنی تمدنی ومعاشرتی زندگی میں غریب اور تنگ دست ہوتے ہیں، اور ان کے حق میں تین سے زائد پہننے کے جوڑوں کو خارج از ضرورت وحاجت قرار دینے، اور اس کی وجہ سے انہیں زکاۃ کے مصرف اور غریب کی فہرست سے خارج کر کے زکاۃ وصدقات سے محروم قرار دینے اور مزید براں ان پر صدقۂ فطر وقربانی واجب ہونے کا حکم لگانے میں سخت مشکل پیش آتی ہے، جبکہ بہت سے فقہائے کرام نے سردی وگرمی وغیرہ سے بچاؤ والے کپڑے اور عام پہننے کے لباس کو حاجتِ اصلیہ میں مشغول قرار دیا ہے، ایسی صورت میں اس تعارض وٹکراؤ اور مشکل کا کیا حل نکالا جائے؟ اس سلسلہ میں عوام کے علاوہ بعض اہلِ علم حضرات کو بھی شبہ پیش آیا کرتا ہے، اسی سلسلہ میں بندہ محمد رضوان نے عرصہ پہلے ایک مضمون تحریر کیا تھا، جس کی اشاعت کی نوبت نہیں آسکی تھی، اب بندہ نے اس مضمون کو نظرِ ثانی کر کے شائع کرنا مناسب سمجھا، وہ مضمون ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید میں لباس کے دو اہم فوائد

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (سورة الاعراف، رقم

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الآیة ۲۶)

ترجمہ: اے بنی آدم! تحقیق نازل کیا ہم نے تمہارے اوپر لباس کو جو چھپاتا ہے، تمہاری شرمگاہ کو اور زینت بھی ہے (سورہ اعراف)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو لباس کی نعمت باور کرائی ہے اور لباس کے دو فائدے بتائے ہیں، ایک یہ کہ وہ شرم کے اعضاء کو چھپاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ بتایا کہ لباس سے انسان کی زینت ہے، یعنی لباس پہن کر انسان کا جسم مزین وخوبصورت محسوس ہوتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ لباس فی نفسہٖ اللہ کی اہم نعمت ہے، اور اس کا استعمال عبادت ہے، جب تک کہ اس میں کوئی گناہ شامل نہ ہو۔ [1]

حدیث میں تکبر اور اسراف کے بغیر لباس پہننے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کُلُوْا، وَاشْرَبُوْا، وَتَصَدَّقُوْا، وَالْبَسُوْا، فِیْ غَیْرِ مَخِیْلَۃٍ وَلَا سَرَفٍ، إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ أَنْ تُرٰی نِعْمَتُہٗ عَلٰی عَبْدِہٖ(مسند احمد،رقم الحدیث ۶۷۰۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھاؤ اور پیو، اور صدقہ کرو، اور پہنو، تکبر اور فضول خرچی کے بغیر، بے شک اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت اس کے بندے پر دکھائی دے (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا أَلْبَسَہٗ

---

[1] (یا بنی آدم قد أنزلنا علیکم لباسا) أی خلقناہ لکم (یواری) یستر (سوآتکم وریشا) وھو ما یتجمل بہ من الثیاب (تفسیر الجلالین، تحت رقم الآیة ۲۶ من سورة الاعراف)

یمتن تعالی علی عبادہ بما جعل لھم من اللباس والریش، فاللباس ستر العورات وھی السوآت، والریاش والریش ما یتجمل بہ ظاھرا، فالأول من الضروریات والریش من التکملات والزیادات(تفسیر ابنِ کثیر، تحت رقم الآیة ۲۶ من سورة الاعراف)

[2] قال شعیب الارنؤوط:إسنادہ حسن(حاشیة مسند احمد)

Idara Ghufran

اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ أَلْهَبَ فِيْهِ نَارًا (ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا تو اس کو اللہ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر اس ذلت کے لباس میں آگ بھڑکائے گا

(ابنِ ماجہ،مسند احمد،ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ ستر چھپانے اور بدن کی زینت حاصل کرنے اور اللہ کی نعمت کے اظہار کرنے کے لئے مزین لباس پہننا باعثِ عبادت ہے، لیکن اس میں اسراف، فضول خرچی اور تکبر وشہرت کو اختیار کرنا جائز نہیں۔ [2]

لباس کی مختلف صورتوں کا حکم

فقہائے کرام نے فرمایا کہ ستر کو چھپانے کے لئے لباس پہننا اور اسی طریقہ سے سردی اور گرمی سے حفاظت

---

[1] رقم الحديث ٣٦٠٧، كتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب، واللفظ له ،سنن ابى داؤد ، رقم الحديث ٤٠٢٩،باب فى لبس الشهرة،مسند احمد،رقم الحديث ٥٦٦٤.

قال المنذرى:رواه ابن ماجه بإسناد حسن(الترغيب والترهيب ج٣ص٨٣، كتاب اللباس والزينة)

قال شعيب الارنؤوط:حديث حسن(حاشية مسند احمد)

[2] (كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا فى غير إسراف) أى مجاوزة حد (ولا مخيلة) كعظيمة بمعنى الخيلاء وهو التكبر وقيل بوزن مفعلة من اختال إذا تكبر أى بلا عجب ولا كبر (والذين إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا) ولفظ رواية النسائى وابن ماجه "كلوا واشربوا وتصدقوا ما لم يخف إسراف ولا مخيلة "وهذا الخبر جامع لفضائل تدبير المرء نفسه والإسراف يضر بالجسد والمعيشة والخيلاء تضر بالنفس حيث تكسبها العجب وبالدنيا حيث تكسب المقت من الناس وبالآخرة حيث تكسب الإثم(حم ن هـ ك عن ابن عمرو) بن العاص وقال الحاكم :صحيح وهو عندهم من رواية عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال المنذرى :ورواته إلى عمرو ثقات محتج بهم فى الصحيح(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٤٠٢)

(من لبس ثوب شهرة) : أى ثوب تكبر وتفاخر وتجبر، أو ما يتخذه المتزهد ليشهر نفسه بالزهد، أو ما يشعر به المتسيد من علامة السيادة كالثوب الأخضر، أو ما يلبسه المتفقهة من لبس الفقهاء، والحال أنه من جملة السفهاء .(فى الدنيا ألبسه الله ثوب مذلة) : ضد المعزة (يوم القيامة) : أى جزاء وفاقا ;فإن المعالجة بالأضداد، ومفهومه أن من اختار ثوب مذلة وتواضع لله فى الدنيا ألبسه الله ثوب معزة فى العقبى، قال القاضى :الشهرة ظهور الشىء فى شيئه بحيث يشهر به صاحبه، والمراد بثوب شهرة ما لا يحل لبسه، وإلا لما رتب الوعيد عليه، أو ما يقصد بلبسه التفاخر والتكبر على الفقراء والإذلال بهم وكسر قلوبهم، أو ما يتخذه المساخر ليجعل به نفسه ضحكة بين الناس، أو ما يرائى به من الأعمال، فكنى بالثوب عن العمل وهو شائع قال الطيبى :والوجه الثانى أظهر لقوله :ألبسه الله ثوب مذلة وفى النهاية :أى أشمله بالذل كما يشمل الثوب البدن(مرقاة المفاتيح، ج٧ص ٢٧٨٢، كتاب اللباس)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے لئے لباس کا استعمال کرنا فرض وواجب درجہ کا عمل ہے۔ [1]

اور زینت اور اظہارِ نعمت کے طور پر لباس کا استعمال کرنا مستحب ہے، بطورِ خاص جمعہ اور عیدین اور لوگوں کے مجامع میں مزین لباس کا استعمال مندوب ہے۔ [2]

اور جس لباس میں تکبر اور بڑائی کا مظنہ وخطرہ ہو، اس کا پہننا مکروہ ہے۔ [3]

اور کبر و بڑائی اور فخر وتفاخر اور شہرت کی غرض ونیت سے لباس کا پہننا حرام ہے، اور مرد حضرات کو ریشم کا لباس پہننا بھی حرام ہے، وغیرہ وغیرہ۔ [4]

---

[1] استعمال اللباس تعتريه الأحكام الخمسة :فالفرض منه :ما يستر العورة ويدفع الحر والبرد، قال تعالى :(يا بني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد) أى ما يستر عورتكم عند الصلاة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦،ص ١٣٠، مادة "ألبسة")

[2] والمندوب إليه أو المستحب :هو ما يحصل به أصل الزينة وإظهار النعمة، قال تعالى :(وأما بنعمة ربك فحدث) وعن أبي الأحوص عن أبيه قال :دخلت على النبى صلى الله عليه وسلم فرآني سيء الهيئة فقال :ألك شيء ؟ قلت :نعم، من كل المال قد آتاني الله تعالى، فقال :إذا كان لك مال فلير عليك.وعن ابن عمرو رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده .ومن المندوب :اللبس للتزين، ولا سيما فى الجمع والأعياد ومجامع الناس، لحديث عائشة رضى الله عنها أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :ما على أحدكم إن وجد سعة أن يتخذ ثوبين ليوم الجمعة غير ثوبى مهنته ومحله إذا لم يكن للتكبر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦،ص ١٣٠، مادة "ألبسة")

[3] والمكروه :هو اللباس الذى يكون مظنة للتكبر والخيلاء ، لحديث عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :وكلوا واشربوا والبسوا من غير إسراف ولا مخيلة .
وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال :كل ما شئت، والبس ما شئت، ما أخطأتك اثنتان :سرف ومخيلة والمخيلة هى الكبر .وقال عبد الله بن عمرو :قلت :يا رسول الله :أمن الكبر أن يكون لى الحلة فألبسها؟ قال :لا .قلت :أمن الكبر أن تكون لى راحلة فأركبها؟ قال :لا .قلت :أمن الكبر أن أصنع طعاما فأدعو أصحابى؟ قال :لا .الكبر أن تسفه الحق وتغمص الناس وسفه الحق :جهله .وغمص الناس: احتقارهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦،ص ١٣٠، مادة "ألبسة")

[4] والحرام :هو اللبس بقصد الكبر والخيلاء ، لما ورد فى الأحاديث السابقة.
ومن الحرام لبس الحرير والذهب مثلا بالنسبة للرجال، ولو بحائل بينه وبين بدنه، ما لم يدع إلى لبسه ضرورة، أو مرض كحكة به، فيلبس الحرير لذلك، لما روى عن على رضى الله عنه قال :أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم حريرا فجعله فى يمينه، وذهبا فجعله فى شماله .فقال :إن هذين حرام على ذكور أمتى.
وعن أبى موسى الأشعرى رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :حرم لباس الحرير والذهب على ذكور أمتي، وأحل لإناثهم.وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال " :إنما نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن الثوب المصمت من الحرير أى الخالص الذى لا يخالطه شيء ، وهذا ما عليه عامة الفقهاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦،ص ١٣٠، مادة "ألبسة")

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ستر پوشی اور سردی وگرمی سے حفاظت کی خاطر استعمال ہونے والا لباس انسان کی ضرورت وحاجت میں داخل ہے، اور زینت والا لباس اس درجہ کی ضرورت وحاجت نہیں، اگرچہ جائز ومستحب وہ بھی ہے، لیکن کبر وبرائی اور فخر وتفاخر اور شہرت والا لباس نہ تو حاجت میں داخل ہوکر فرض یا واجب ہے، اور نہ ہی زینت میں داخل ہوکر مستحب ومندوب ہے، بلکہ مکروہ وممنوع ہے۔

تین جوڑوں سے زائد لباس کی وجہ سے غنی ہونے کا حکم

اس کے بعد عرض ہے کہ حنفی فقہ کی بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین جوڑوں سے زائد لباس حاجت وضرورت میں داخل نہیں، اور تین جوڑوں سے زائد لباس کو غنی ہونے میں شمار کیا جاتا ہے۔

لیکن فقہ کی کئی عبارات ایسی بھی ہیں کہ ان میں لباس کی تعداد کو بیان کئے بغیر گرمی اور سردی سے حفاظت کی خاطر عام پہنے جانے والے لباس کو حاجت میں شمار کیا گیا ہے، لیکن حنفیہ کے یہاں زینت وتجمل کی خاطر استعمال ہونے والے لباس کو حاجت میں شمار نہیں کیا گیا۔

آگے اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)...... فتاویٰ ہندیہ میں کی کتاب الاضحیہ میں خلاصۃ الفتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے مذکور ہے کہ:

وَصَاحِبُ الثِّيَابِ لَيْسَ بِغَنِيٍّ بِثَلَاثِ دَسْتَجَاتٍ إِحْدَاهَا لِلْبِذْلَةِ وَالْأُخْرٰى لِلْمِهْنَةِ وَالثَّالِثَةُ لِلْأَعْيَادِ وَهُوَ غَنِيٌّ بِالرَّابِعَةِ (الفتاوى الهندية، ج۵.ص ۲۹۳، کتاب الأضحية، الباب الأول)

ترجمہ: اور کپڑوں والا شخص تین جوڑوں کی وجہ سے غنی ومالدار شمار نہیں ہوتا، ان میں سے ایک جوڑا تو عام استعمال کے لئے ہوتا ہے، اور دوسرا جوڑا کام کاج کے لئے ہوتا ہے، اور تیسرا جوڑا عید وغیرہ کے لئے ہوتا ہے، اور وہ چوتھے جوڑے کی وجہ سے غنی (ومالدار) شمار ہوتا ہے (ہندیہ)

(۲)...... اور ردالمحتار کی کتاب الاضحیہ میں ہے کہ:

وَصَاحِبُ الثِّيَابِ الْأَرْبَعَةِ لَوْ سَاوَى الرَّابِعُ نِصَابًا غِنًى وَثَلَاثَةً فَلَا، لِأَنَّ أَحَدَهَا لِلْبِذْلَةِ وَالْآخَرُ لِلْمِهْنَةِ وَالثَّالِثُ لِلْجَمْعِ وَالْوَفْدِ وَالْأَعْيَادِ (رد المحتار على الدر المختار، ج٦، ص ۳۱۲، کتاب الأضحية)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور چار جوڑوں والا شخص، اگر اس کا چوتھا جوڑ انصاب کی مالیت کے برابر ہے، تو وہ غنی ومالدار شمار ہوتا ہے (اور اس کو قربانی واجب ہونے میں محسوب وشمار کیا جاتا ہے) اور تین جوڑوں کی وجہ سے کوئی غنی ومالدار شمار نہیں ہوتا، کیونکہ ان تین جوڑوں میں سے ایک تو عام استعمال کے لئے ہوتا ہے، اور دوسرا کام کاج کے لئے ہوتا ہے، اور تیسرا جمعہ، عیدین اور وفد (یعنی مہمان داری وغیرہ) کے لئے ہوتا ہے (ردالمحتار)

فتاویٰ قاضی خان کے صدقۂ فطر کے بیان میں بھی تین جوڑوں سے زائد لباس کو حاجت سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

بعض حضرات نے عربی زبان میں ''ثیاب بِذلہ'' اور ''ثیابِ مِہنہ'' کے ایک ہی معنیٰ کئے ہیں، لیکن بعض اہلِ لغت نے ''ثیابِ بذلہ'' عام معمول وعادت کے مطابق گھر میں پہنے جانے والے لباس کو، اور ''ثیابِ مہنہ'' کام کاج کے دوران پہنے جانے والے لباس کو قرار دیا ہے، اور کیونکہ اوپر کی عبارات میں ''بذلہ'' اور ''مہنہ'' کے الفاظ، ایک دوسرے کے مقابلہ میں استعمال ہوئے ہیں، اس لئے یہاں دونوں الفاظ سے الگ الگ قسم کے لباس مراد لئے جانا مناسب ہے، اور اسی کے مطابق مندرجہ بالا عبارات میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ [۲]

---

[۱] والغنى الذى هو شرط لوجوب صدقة الفطر أن يملك نصاباً أو مالاً قيمته قيمة نصاب فاضلاً عن مسكنه وثياب بدنه وأثاثه وفرسه وسلاحه ولا يعتبر فيه وصف النماء وما زاد على الواحدة و الدستجات الثلاثة من الثياب يعتبر فى الغنى وكذا الزيادة على فرسين والزيادة على الواحدة من الدواب لغير الغازى من فرس أو حمار للدهقان وغيره وكذا الخادم وكتب الفقه لأهله ما زاد نسخته من رواية واحدة وفى التفسير والأحاديث ما زاد على الاثنين ومن المصاحف لمن يحسن القراء ة ما زاد على الواحد وقيل كل من ذلك معتبر (فتاوى قاضى خان، ج ا ،ص ١٦٣ ،كتاب الصوم،فصل فى صدقة الفطر)

[۲] ثوب البذلة :ما يلبس فى البيت عادة.

ثوب عصب :نوع من برود اليمن يصبغ غزله.

ثوب المهنة :ما يلبس أثناء العمل(معجم لغة الفقهاء، ج ا ص ١٥٥ ، حرف الثاء)

(م هـ ن) : وثوب المهنة ثوب الخدمة وثوب البذلة ما يتبذل به كل وقت وقال الأصمعى الصحيح المهنة بفتح الميم وبالكسر باطل والامتهان الابتذال(طلبة الطلبة فى الاصطلاحات الفقهية، ج ا ص ١٨ ، كتاب الزكاة)

ثياب البذلة، بكسر الباء الموحدة وسكون الذال المعجمة :وهى المهنة وزنا ومعنى(عمدة القارى للعينى، ج ١١ ص ٨٠، كتاب الصوم، باب من أقسم على أخيه ليفطر فى التطوع ولم ير عليه قضاء إذا كان أوفق له)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس قسم کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حنفیہ کے نزدیک پہننے کے تین جوڑے تو حاجت میں داخل سمجھے جاتے ہیں، اور تین سے زائد جوڑے، حاجت سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔

سردی، گرمی سے حفاظت والا لباس حاجت میں داخل ہے

اور حنفیہ کی بعض کتابوں میں سردی یا گرمی سے حفاظت کے لئے استعمال ہونے والے لباس کو کسی خاص تعداد کی قید لگائے بغیر حاجت میں داخل مانا گیا ہے۔

(۳)...... چنانچہ ردالمحتار کی کتاب الزکاۃ میں ابنِ ملک سے نقل کیا گیا ہے کہ جو لباس سردی یا گرمی سے حفاظت کی غرض سے ہو، وہ حاجت میں داخل ہے۔

ردُّ المحتار کی عبارت اس طرح ہے کہ:

(قَوْلُہٗ وَفَسَّرَہٗ اِبْنُ مَلَکٍ)أَیْ فَسَّرَ الْمَشْغُوْلَ بِالْحَاجَةِ الْأَصْلِيَّةِ وَالْأَوْلٰى فَسَّرَهَا، وَذٰلِكَ حَيْثُ قَالَ:وَهِيَ مَا يَدْفَعُ الْهَلَاكَ عَنِ الْإِنْسَانِ تَحْقِيْقًا كَالنَّفَقَةِ وَدُوْرِ السُّكْنٰى وَآلَاتِ الْحَرْبِ وَالثِّيَابِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهَا لِدَفْعِ الْحَرِّ أَوْ الْبَرْدِ أَوْ تَقْدِيْرًا كَالدَّيْنِ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص ۲۶۲،کتاب الزكاة)

ترجمہ: اور ابنِ ملک نے حاجتِ اصلیہ میں مشغول ہونے کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو انسان سے حقیقت میں ہلاکت کو دور کرے، جیسا کہ نان، نفقہ (یعنی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے کی ضرورت اور سامان) اور رہنے کے گھر اور لڑائی کے آلات (اسلحہ وغیرہ) اور وہ کپڑے جن کی گرمی یا سردی دور کرنے کے لئے ضرورت ہو، یا تقدیری طور پر ہلاکت کو دور کرے، جیسا کہ دَین (وقرض) (ردالمحتار)

(۴)...... اور فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ:

وَكَذَا لَوْ كَانَ لَهُ كِسْوَةُ الشِّتَاءِ تُسَاوِيْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَهُوَ لَا يَحْتَاجُ إِلَيْهَا فِي الصَّيْفِ يَجُوْزُ لَهُ أَخْذُ الزَّكَاةِ(فتاوى قاضى خان، ج۱،ص ۱۸۴، كتاب الزكاة)

ترجمہ: اور اسی طریقہ سے اگر اس کے پاس سردیوں کے کپڑے ہیں، جو دو سو درہم (چاندی کی مالیت) کے برابر ہیں، اور وہ ان کپڑوں کا گرمیوں میں محتاج نہیں ہوتا، تو اس کو زکاۃ لینا جائز ہے (قاضیخان)

Idara Ghufran

اور بھی کئی کتبِ فقہ میں اسی طرح سے گرمی اور سردی سے حفاظت کے لئے استعمال ہونے والے لباس کو تعداد کی قید لگائے بغیر حاجت میں مشغول وداخل ہونے کا حکم مذکور ہے۔ [۱]

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس کے حاجت میں مشغول ہونے کے متعلق حنفیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس کی بنیاد گرمی اور سردی وغیرہ سے حفاظت پر ہے، اور جس لباس کی صرف سردی میں ضرورت پیش آئے یا صرف گرمی میں ضرورت پیش آئے، وہ بھی حاجت میں داخل ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر گرمی وسردی سے حفاظت کا مقصد حاصل کرنے کے لئے کسی کو تین جوڑوں سے زائد کی حاجت ہو، تو وہ بھی حاجت میں مشغول سمجھے جائیں گے۔

چنانچہ اگر کسی علاقہ میں مخصوص موسم کی وجہ سے برسات وغیرہ کے موسم میں تیسری قسم کے جوڑے کی ضرورت وحاجت ہو، تو وہ بھی حاجت میں مشغول سمجھا جانا چاہئے۔

اور اسی طرح یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ سردی ہو یا گرمی پورے موسم میں ایک ہی لباس پہنے رکھنا ممکن نہیں ہوتا، بلکہ لباس کے میلا یا ناپاک وغیرہ ہونے کی صورت میں اسے تبدیل کر کے دوسرا لباس پہننے کی ضرورت بھی کثرت سے پیش آیا کرتی ہے، اور میلا وناپاک ہونے کے بعد فوری طور پر اس کو دھونے میں بھی بعض اوقات مشکلات پیش آتی ہیں۔

اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ سردی وگرمی وغیرہ سے حفاظت کی خاطر استعمال ہونے والے تین جوڑوں سے زائد

---

[۱] وقال نصير :فيمن كان له كسوة الشتاء ، وهو لا يحتاج إليها في الصيف، أنه يحل له أخذ الزكاة، وإن بلغ قيمتها مائتي درهم وزيادة(المحيط البرهاني، ج۲،ص۲۸۷،كتاب الزكاة،الفصل الثامن في المسائل المتعلقة بمن توضع الزكاة فيه)

وحلت لمن له كسوة الشتاء لا يحتاج إليها في الصيف(البحر الرائق، ج۲،ص ۲۶۲،كتاب الزكاة،باب مصرف الزكاة)

ولو كان له كسوة الشتاء ولا يحتاج إليها في الصيف جاز الصرف(حاشية الشلبي،علٰى تبيين الحقائق، ج ۱،ص ۳۰۲،كتاب الزكاة،باب المصرف)

ولو كان له كسوة الشتاء لا يحتاج إليها في الصيف جاز الصرف(فتح القدير، ج۲،ص۲۷۸،كتاب الزكاة،باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز)

وإن كان له كسوة الشتاء يساوي نصاباً ولا يحتاج إليه في الصيف يجوز له أخذ الزكاة(الفتاوى البزازية، ج ۱،ص ۴۰، كتاب الزكاة)

ولو له قوت سنة يساوي نصابا أو كسوة شتوية لا يحتاج إليها في الصيف، فالصحيح حل الأخذ(الاشباه والنظائر مع غمز عيون البصائر، ج۲ص ۶۲، كتاب الزكاة)

Idara Ghufran

لباس کو بھی حاجت میں داخل وشامل کیا جائے ،خصوصاً جبکہ فقہائے کرام نے ستر پوشی اور گرمی وسردی سے حفاظت کی خاطر لباس کے استعمال کو فرض وواجب بھی قرار دیا ہے،جیسا کہ پہلے گزرا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

استعمالی اور پہنے جانے والا لباس حاجت میں داخل ہے

اور حنفیہ ہی کی کئی کتابوں میں ایک تیسرا قول یہ بھی ہے کہ جس میں استعمال ہونے اور پہنے جانے والے لباس کو بغیر کسی خاص تعداد کی قید وشرط کے حاجت میں داخل قرار دیا گیا ہے۔

(۵)...... چنانچہ ردالمحتار ہی میں کتاب الزکاۃ کے ''باب مصرف الزکاۃ'' میں استعمال کے کپڑوں کو تعداد کی قید کے بغیر حاجت میں مشغول قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے کہ:

(قَوْلُهُ:مُسْتَغْرِقٌ فِي الْحَاجَةِ) كَدَارِ السُّكْنَى وَعَبِيدِ الْخِدْمَةِ وَثِيَابِ الْبِذْلَةِ (رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص ۳۳۹،كتاب الزكاة،باب مصرف الزكاة والعشر)

ترجمہ: اور جو چیز حاجت میں مشغول ہو،جیسا کہ رہنے کا گھر،اور خدمت گزار غلام،اور استعمالی کپڑے(ردالمحتار)

اس عبارت میں استعمالی کپڑوں کو کسی تعداد کی قید کے بغیر حاجت میں مشغول قرار دیا گیا ہے۔

(۶)...... اور ابو بکر جصاص نے ''احکام القرآن'' میں فرمایا کہ:

مَنْ لَهُ ثِيَابُ الْكِسْوَةِ ذَاتُ قِيمَةٍ كَثِيرَةٍ لَا تَمْنَعُهُ إعْطَاءَ الزَّكَاةِ (احكام القرآن للجصاص ، ج ا ص ۵۶۰، سورة البقرة)

ترجمہ: جس کے پاس پہننے کے کپڑے پیش بہا قیمتی ہوں،تو وہ زکاۃ دینے کے لئے مانع نہیں ہوتے (احکام القرآن)

اس عبارت میں بھی پہننے کے کپڑوں کو بغیر تعداد کے حاجت میں داخل قرار دیا گیا ہے۔

(۷)...... اور فتاویٰ قاضی خان کی کتاب الحج میں ہے کہ:

وَمَنْ لَهُ دَارٌ لَا يَسْكُنُهَا أَوْ ثِيَابٌ لَا يَلْبِسُهَا كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَبِيعَ وَيَحُجَّ بِثَمَنِهَا إنْ كَانَ بِثَمَنِهَا وَفَاءً بِالْحَجِّ لِأَنَّهُ فَاضِلٌ عَنْ حَاجَتِهِ(فتاوى قاضى خان،ج ا ،ص ۱۹۳ ، كتاب الحج)

ترجمہ: اور جس کے پاس ایسا گھر ہو،جس میں وہ رہتا نہ ہو،یا ایسے کپڑے ہوں،جن کو وہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پہنتا نہ ہو،تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان چیزوں کو فروخت کرکے،اس کی قیمت سے حج کرے، اگران کی قیمت سے حج ہوسکتا ہو،کیونکہ یہ چیزیں اس کی حاجت سے زائد ہیں(قاضی خان)

اس عبارت میں نہ پہنے جانے والے کپڑوں کو حاجت سے خارج قرار دیا گیا ہے،جس کا مفہومِ مخالف یہ ہے کہ جولباس پہنا جاتا ہو،وہ حاجت میں داخل ومشغول ہونا چاہئے۔

(۸)...... اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے کہ:

(وَثِيَابُهُ)ش:أَيِ الثِّيَابُ الَّتِي يَلْبِسُهَا هُوَ م:(لِأَنَّ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ مَشْغُولَةٌ بِالْحَاجَةِ الْأَصْلِيَّةِ)ش:وَالْمَشْغُولُ بِالْحَاجَةِ الْأَصْلِيَّةِ فِي حُكْمِ الْعَدَمِ (البناية شرح الهداية، ج۴ص ۱۴۶ ، كتاب الحج،ما تتحقق به الاستطاعة فى الحج)

ترجمہ: اور اس کے وہ کپڑے،جن کو وہ پہنتا ہے، یہ تمام اشیاء حاجتِ اصلیہ میں مشغول کہلاتی ہیں،اور حاجتِ اصلیہ میں مشغول چیز معدوم(وناموجود)کے حکم میں ہوتی ہے(بنایہ)

اس سے معلوم ہوا کہ جس لباس کو پہنا جائے،وہ حاجت میں مشغول کہلاتا ہے۔

اور بھی کئی کتابوں میں بغیر کسی قید کے استعمال ہونے والے یا پہنے جانے والے کپڑوں کو حاجت میں شمار کیا گیا ہے۔ [۱]

(۹)...... بہشتی زیور میں ہے کہ:

”رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی جو اکثر کام میں رہتی ہے ، یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں ،اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی،چاہے جتنی قیمت کی ہو،اس لئے اس کو زکاۃ کا پیسہ دینا درست ہے،اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں“

(بہشتی زیور،حصہ سوم،صفحہ۳۱)

---

[۱] والثانی الغنی الذی يتعلق به حرمان الصدقة ويتعلق به وجوب صدقة الفطر والأضحية دون وجوب الزكاة وهو أن يملك من الأموال الفاضلة عن حوائجه ما تبلغ قيمته مائتى درهم بأن كان له ثياب وفرش ودور وحوانيت ودواب زيادة على ما يحتاج إليه للابتذال لا للتجارة والأسامة.

ثم مقدار ما يحتاج إليه ما ذكر أبو الحسنفى كتابه فقال لا بأس بأن يعطى من الزكاة من له مسكن وخدم وما يتأثث به فى منزله وفرس وسلاح وثياب البدن وكتب العلم إن كان من أهله ما لم يكن له فضل عن ذلك مائتا درهم(تحفة الفقهاء ،للسمرقندی، ج ا ،ص ۳۰۲، كتاب الزكاة،باب من يوضع فيه الصدقة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

''کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانچ سو (اور اس دور میں لاکھوں) کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں، مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لئے دو چار خدمت گار ہیں، گھر میں ہزار پانچ سو (اور اس دور میں لاکھوں) کا ضروری اسباب بھی ہے، مگر زیور نہیں اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے، یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹہ لچکا اور زیور بھی ہے، لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکاۃ واجب ہوتی ہے، تو ایسے پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے'' (ایضاً صفحہ ۳۴)

مذکورہ عبارات میں بھی پہننے کے کپڑوں کو کسی تعداد کے بغیر حاجت میں مشغول قرار دیا گیا ہے، اور ان کی وجہ سے غنی و مالدار شمار نہ ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ ہر استعمال ہونے والے لباس کو ایک مقام و درجہ حاصل نہیں، کیونکہ کسی لباس کا استعمال ستر پوشی یا سردی وگرمی سے حفاظت کی خاطر ہوتا ہے، اور کسی کا استعمال زینت کی خاطر ہوتا ہے، اور کسی کا استعمال کبر اور فخر وتفاخر اور شہرت کے طور پر ہوتا ہے۔

زینت والا لباس حاجت سے خارج ہے

اسی وجہ سے حنفیہ کی بعض عبارات میں بدن اور سردی وگرمی کے لباس کو حاجت میں مشغول قرار دے کر، اس سے ایسے سامان کو خارج قرار دیا گیا ہے کہ جو زینت کی غرض سے ہو۔

(۱۰)...... چنانچہ ردُّ المحتار کی گزشتہ عبارت کے چند صفحات کے بعد ردالمحتار ہی میں مذکور ہے کہ:

قَالَ فِيُ الْبَدَائِعِ: قَدْرُ الْحَاجَةِ هُوَ مَا ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ فِيُ مُخْتَصَرِهٖ فَقَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يُّعْطِيَ مِنَ الزَّكَاةِ مَنْ لَّهُ مَسْكَنٌ، وَمَا يَتَأَثَّثُ بِهٖ فِي مَنْزِلِهٖ وَخَادِمٌ وَفَرَسٌ وَسِلَاحٌ وَثِيَابُ الْبَدَنِ وَكُتُبُ الْعِلْمِ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِهٖ، فَإِنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ عَنْ ذٰلِكَ تَبْلُغُ قِيْمَتُهُ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ حَرُمَ عَلَيْهِ أَخْذُ الصَّدَقَةِ...... وَلَوْ لَهُ كِسْوَةُ الشِّتَاءِ وَهُوَ لَا يَحْتَاجُ إِلَيْهَا فِي الصَّيْفِ يَحِلُّ ذِكْرُ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ فِي الْفَتَاوَى. اھ...... مَا كَانَ مِنْ أَثَاثِ الْمَنْزِلِ وَثِيَابِ الْبَدَنِ وَأَوَانِي الْإِسْتِعْمَالِ مِمَّا لَا بُدَّ لِأَمْثَالِهَا مِنْهُ فَهُوَ مِنَ الْحَاجَةِ الْأَصْلِيَّةِ وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْحُلِيِّ وَالْأَوَانِي وَالْأَمْتِعَةِ الَّتِي يُقْصَدُ بِهَا الزِّيْنَةُ إِذَا بَلَغَ نِصَابًا تَصِيْرُ بِهٖ غَنِيَّةً(رد المحتار

Idara Ghufran

علی الدر المختار، ج۲،ص۳۴۷،۳۴۸، ملخصاً،کتاب الزکاۃ،باب مصرف الزکاۃ والعشر)

ترجمہ: بدائع میں فرمایا کہ حاجت کی مقدار وہ ہے، جس کو کرخی نے اپنی مختصر میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس شخص کو زکاۃ دی جائے، جس کا گھر ہو، اور اس کے گھر میں استعمال ہونے والی چیزیں ہوں، خادم ہوں اور گھوڑا ہو اور اسلحہ ہو اور بدن کے کپڑے ہوں، اور علمی کتابیں ہوں، اگر وہ ان کتابوں کا اہل ہے، پس اگر ان سے زائد چیزیں ہوں، جن کی قیمت دوسو درہم (یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی) کو پہنچ جائے، تو اسے صدقہ لینا حرام ہے (......اور چند سطور کے بعد ہے کہ......) اور اگر اس کے پاس سردیوں کے کپڑے ہوں، جن کی اسے گرمیوں میں ضرورت پیش نہ آتی ہو، تب بھی اسے زکاۃ لینا حلال ہے، یہ تمام مسائل فتاویٰ میں مذکور ہیں (......اور چند سطور کے بعد ہے کہ......) (عورت کے پاس جہیز وغیرہ کی شکل میں) جو گھر کا سامان ہوتا ہے، اور بدن کے جو کپڑے ہوتے ہیں اور استعمال کے جو برتن ہوتے ہیں، یا ان کے مثل دوسری چیزیں، جو ضروری ہوں، تو یہ چیزیں حاجتِ اصلیہ میں شمار ہوتی ہیں، اور جو چیز اس (ضرورت وحاجت) سے زیادہ ہوگی، جیسا کہ زیور اور برتن اور وہ سامان جس کا مقصد زینت حاصل کرنا ہوتا ہے، جب وہ نصاب کی مالیت کے برابر ہوجائے، تو وہ عورت مالدار شمار ہوتی ہے (ردالمحتار)

اس عبارت میں بدن کے لباس کو حاجت میں شمار کیا گیا ہے، البتہ جس سامان کا مقصود زینت حاصل کرنا ہو، اس کو حاجت سے خارج قرار دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جو لباس زیب وزینت کی غرض سے ہو، وہ حاجت کا شمار نہیں ہوتا، بلکہ حاجت سے زائد سمجھا جاتا ہے، اور ابتداء میں لباس کی مختلف صورتوں کا جو حکم بیان کیا گیا، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ زینت کا درجہ ستر پوشی اور سردی وگرمی کی حفاظت سے کم ہے۔ [1]

---

[1] علامہ شامی نے بدائع کی جس عبارت کا اپنی مندرجہ بالا عبارت میں حوالہ دیا ہے، بدائع کی وہ مکمل عبارت مندرجہ ذیل ہے کہ:

ثم قدر الحاجة ما ذكره الكرخى فى مختصره فقال لا بأس بأن يعطى من الزكاة من له مسكن وما يتأثث به فى منزله وخادم وفرس وسلاح وثياب البدن وكتب العلم إن كان من أهله فإن كان له فضل عن ذلک ما يبلغ قيمته مائتى درهم حرم عليه أخذ الصدقة لما روى عن الحسن البصرى أنه قال كانوا يعطون الزكاة لمن يملک عشرة آلاف درهم من الفرس والسلاح والخدم والدار.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱۱)...... اور بدائع الصنائع میں ہے کہ:

اَلْإِعْدَادُ لِلتَّجَمُّلِ وَالتَّزَيُّنِ دَلِيْلُ الْفَضْلِ عَنِ الْحَاجَةِ الْأَصْلِيَّةِ (بدائع الصنائع، ج۲، ص۱۷، فصل صفة نصاب الزكاة في الفضة)

ترجمہ: تجمل اور زینت حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز رکھنا، حاجتِ اصلیہ سے فاضل ہونے کی دلیل ہے (بدائع)

اس قسم کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لباس صرف زینت وتجمل کے لئے ہو، جیسا کہ شادی بیاہ کے موقع پر، دولہا اور دولہن کے لئے زیب وزینت کی غرض سے قیمتی اور مہنگا ترین لباس تیار ومہیا کیا جاتا ہے، یا اسی طرح لباس کے اوپر بعض مہنگی ترین اور قیمتی اشیاء صرف زیب وزینت کی غرض سے پہنی جاتی ہیں، جیسا کہ کوئی شخص صرف زیب وزینت کی خاطر لباس کے اوپر قیمتی جبہ یا کوٹ یا واسکٹ وغیرہ استعمال کرتا ہے، تو ایسی چیز یا ایسا لباس حنفیہ کے نزدیک حاجت سے زائد سمجھا جاتا ہے۔

البتہ اگر کوئی لباس بنیادی طور ستر چھپانے، یا گرمی وسردی وغیرہ کی حفاظت کے لئے تیار کیا گیا ہو، اور اس کے ضمن میں تجمل اور زینت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہو، جس کی وجہ سے اس لباس کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہو، تو وہ حاجت سے زائد نہیں سمجھا جائے گا، جیسا کہ فقہائے کرام نے رہائشی مکان کے بارے میں بھی یہی حکم بیان کیا ہے۔

اس سلسلہ میں راجح قول

اور مذکورہ اقوال میں سے ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ جو لباس صرف زیب وزینت کی غرض سے ہو، وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقوله :كانوا، كناية عن أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وهذا؛ لأن هذه الأشياء من الحوائج اللازمة التي لا بد للإنسان منها فكان وجودها وعدمها سواء .

وذكر في الفتاوى فيمن له حوانيت ودور الغلة لكن غلتها لا تكفيه ولعياله أنه فقير ويحل له أخذ الصدقة عند محمد وزفر، وعند أبي يوسف لا يحل وعلى هذا إذا كان له أرض وكرم لكن غلته لا تكفيه ولعياله، ولو كان عنده طعام للقوت يساوي مائتي درهم فإن كان كفاية شهر تحل له الصدقة وإن كان كفاية سنة، قال بعضهم :لا تحل، وقال بعضهم :تحل؛ لأن ذلك مستحق الصرف إلى الكفاية والمستحق ملحق بالعدم .وقد روي أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم - ادخر لنسائه قوت سنة .ولو كان له كسوة شتاء وهو لا يحتاج إليها في الصيف يحل له أخذ الصدقة ذكر هذه الجملة في الفتاوى، وهذا قول أصحابنا (بدائع الصنائع، ج۲، ص۴۸، كتاب الزكاة، فصل الذي يرجع إلى المؤدى إليه)

Idara Ghufran

تو حنفیہ کے نزدیک حاجت میں داخل نہیں، اور جو زینت کے بجائے ستر پوشی کی غرض سے یا سردی و گرمی وغیرہ سے حفاظت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، وہ حاجت میں داخل ہے، خواہ وہ چوتھا جوڑا ہو، یا پانچواں، یا اس سے بھی زیادہ۔

مگر مذکورہ حکم حنفیہ کے نزدیک ہے، اور شوافع وغیرہ کے نزدیک جو لباس زینت کے لئے ہو، اس کی وجہ سے بھی انسان مالدار شمار نہیں ہوتا، اور اس کو زکاۃ لینا جائز ہوتا ہے۔

اور یہ بات پہلے شروع ہی میں ذکر کی جا چکی ہے کہ کبر، فخر و تفاخر اور شہرت والا لباس مکروہ و ممنوع ہے، لہٰذا اگر کوئی لباس زینت کے بجائے کبر، فخر و تفاخر اور شہرت کی غرض سے پہنا جائے، خواہ وہ دولہا یا دولہن کا ہی شادی کے موقع کا لباس ہو، تو وہ حنفیہ کے ساتھ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک بھی حاجت سے زائد سمجھا جائے گا۔ [1]

حاجت میں عرف و زمانہ کا دخل

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوگیا کہ بہت سے حنفی فقہائے کرام نے عام طور پر ضرورت کی چیزیں ذکر کرتے ہوئے کپڑوں کی معین تعداد کو ذکر نہیں کیا، بلکہ کپڑوں سے متعلق مختلف قسم کے الفاظ ذکر کئے ہیں مثلاً:

---

[1] ولا يمنع الفقر :مسكن الفقير وثيابه وإن كانت للتجمل، وخادمه الذى يحتاج إليه، وماله الغائب فى مرحلتين، وكسب لا يليق به، وكتب العلم إن كان من أهله، لأن هذه الأشياء من الحوائج اللازمة التى لا بد للإنسان منها.

وطالب العلم الذى يمنعه الكسب عن طلب العلم فقير، فتعطى له الزكاة، ويترك الكسب لتعدى نفعه وعمومه، بخلاف من تفرغ للعبادة والنوافل، فلا تعطى له الزكاة

لقصور نفعها عليه، فيجب عليه الاكتساب وتركها.وتفصيل ذلك فى مصطلح :(طالب علم ف ۴، زكاة ف ۱۶۲)

ولا يشترط فى الفقير ليعطى الزكاة :الزمانة، ولا التعفف عن المسألة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲،ص ۲۰۱،مادة "فقير")

ولا يمنع الفقر مسكنه وثيابه ولو للتجمل ورقيقه المحتاج له لخدمته وماله الغائب فى مرحلتين (غاية البيان شرح زبد ابن رسلان للرملى، ج۱ ص۱۴۸، كتاب الزكاة)

ولا يمنع الفقر مسكنه وثيابه وإن كانت للتجمل، وماله الغائب فى مرحلتين(الغرر البهية فى شرح البهجة الوردية، ج۴ص۷۰، كتاب الزكاة، باب قسم الصدقات)

قوله :(وثيابه) وحلى المرأة كالثياب .قوله :(ولو للتجمل) أى ولو مرة فى العام أى مع كونها لائقة به كالحلى، وكذا يقال فى المسكن نعم إن استغنى بسكنى نحو المدارس قال شيخنا أو بنحو الأجرة منع مسكنه فقره(حاشيتا قليوبى وعميرة، ج۳،ص ۱۹۶، كتاب قسم الصدقات)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ثیابِ بِذلة (یعنی جولباس انسان عام اوقات ومعمول اور عادت کے مطابق پہنتا ہے) ثیابِ مھنة (یعنی وہ لباس جوانسان کام وکاج کے وقت پہنتا ہو)ثیابِ جمعة واعیادوالوفد (یعنی جولباس انسان خاص خاص مواقع مثلاً جمعہ،عیداور آمدورفت وغیرہ کے لئے استعمال کرتا ہو)ثیابِ مستعملة(یعنی جولباس انسان کے عام استعمال کا ہو)ثیابِ ملبوس (یعنی جولباس انسان پہنتا ہو)ثیابِ بدن (یعنی جولباس انسان کے بدن پر استعمال میں آتا ہو)الثیاب المحتاج الیها لدفع الحروالبرد (یعنی جس لباس کوانسان گرمی اور سردی سے حفاظت کے لئے استعمال کرنے کامحتاج ہو)وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا حاجت میں مشغول واستعمال ہونے نہ ہونے کے لئے ان صفات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا،خواہ تعداد کتنی بھی ہو، کیونکہ اصل علت حاجت ہے ،اور حاجت کا تعلق دراصل انسان کی شخصی اور انفرادی ضروریات سے ہے جس میں زمان اور مکان،عرف اور ماحول کے لحاظ سے تبدیلی ہونا عین فطرت کا تقاضا ہے،شخصیات،افراد،حالات اور زمانے کے تغیر وتبدیلی سے انسان کی بنیادی حاجتیں بھی بدلتی رہتی ہیں۔

اور بعض فقہائے کرام نے جوتین جوڑوں سے زائد لباس کو مطلقاً حاجت سے زائد یا خارج قرار دیا ہے، ممکن ہے کہ ان فقہاء کے دور یاان کی نظر میں بعض لوگوں کے حق میں چوتھا جوڑا حاجت سے زائد سمجھا جاتا ہو،اور وہ مذکورہ اغراض میں سے کسی غرض کے لئے استعمال نہ ہوتا ہو یا وہ صرف زیب وزینت کی غرض سے استعمال ہوتا ہو۔واللہ اعلم۔

علاوہ ازیں تین جوڑوں سے ہر موسم کے جوڑے مراد لے کر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ہر موسم میں اس موسم کے مطابق تین جوڑے حاجت میں داخل ہیں،اس اعتبار سے سردی وگرمی وغیرہ جیسے موسموں کا لحاظ کرتے ہوئے سالانہ جوڑوں کی تعداد حاجت کے اعتبار سے کم ازکم چھ بن جاتی ہے،اور بعض اوقات یا علاقوں کے اعتبار سے تعداد اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے، کیونکہ مختلف علاقوں میں سالانہ موسموں کی تبدیلی بھی مختلف طرح سے ہوتی ہے،اور وہاں کے باشندوں کواسی طرح کے لباس کی احتیاج ہوتی ہے۔

اور فقہائے کرام نے حاجتِ اصلیہ کے ذیل میں رہائشی مکانات،سردی اور گرمی سے تحفظ دینے والے لباس ،پیشہ وارانہ آلات اور آلاتِ حرب وغیرہ کو شمار کیا ہے،جن کا تعلق انسان کی شخصی ضروریات وحاجات سے ہے،اوران میں زمان ومکان اور حالات کے تغیر کے اعتبار سے تبدیلی ممکن ہے،اس لئے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سب لوگوں کے حق میں یکساں طور پر حاجتِ اصلیہ کی حدود کی تعیین نہیں کی جاسکتی، بلکہ حالات وزمانہ اور اور عرف وماحول کی تبدیلی سے اس میں تبدیلی ہوتی رہے گی، اور لباس وغیرہ کا معیار زمانہ اور ماحول سے تبدیل ہوتا رہے گا، سواری میں فرق آئے گا، کھانے پینے کی اشیاء میں تبدیلی ہوگی، رہائشی مکانات اور سامان میں فرق ہوگا۔

جیسا کہ حج کی فرضیت کے باب میں فقہائے کرام نے زاد وراحلہ (سواری اور سفری ضروریات واخراجات) کا اعتبار ہر زمانے اور شخصیات وافراد کے اعتبار سے ہونا بیان کیا ہے، ظاہر ہے کہ کسی زمانے میں دور دراز کے لوگوں کے حق میں بھی اونٹ گھوڑا وغیرہ کا مہیا ہونا خواہ اجرت کی شکل میں ہو، حج کے راحلہ یا سواری میں داخل تھا اور آج کے زمانے میں یہ دور دراز کے لوگوں کے حق میں حج کے راحلہ یا سواری میں داخل نہیں، اور آج کل جہاز وغیرہ کے اخراجات پہلے زمانے کی سواری سے کہیں زیادہ ہیں، جبکہ آج کے دور میں گھوڑے، اونٹ وغیرہ کے ذریعہ سے حج کا سفر ممکن ضرور ہے، مگر آج کل کی طبائع کے لحاظ سے اس میں مشقت بہت زیادہ ہے جو شریعت میں ساقط ہے، اس لئے موجودہ دور میں دوسرے ممالک اور دور دراز کے علاقہ والوں کے لئے جہاز کے اخراجات بھی حج کے زاد وراحلہ اور حاجت میں داخل ہیں، جو کہ پہلے زمانہ میں داخل نہیں تھے۔ [1]

---

[1] وفی کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة الحنفية: قالو، الاستطاعة هی القدرة علی الزاد والراحلة الخ ويعتبر فی الراحلة ما يليق با لشخص عادة وعرفا، ويختلف ذلک باختلاف احوال الناس. (كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ج ۱ ص ۶۳۳، بحواله جديد فقهی مباحث ج۶ ص۳۵۳)

واعتبروا فی الحج الزادوالراحلة المناسبتين للشخص حتی قال فی "فتح القدير" يعتبر فی حق كل انسان مايصح معه بدنه (غمزعيون البصائر مع شرحه الحموی ج ۱ ص ۲۴۶ تحت القاعدة الرابعة المشقة تجلب التيسير الفائدة الاولٰی)

وينبغی أن يكون قول المصنف شق محمل أو رأس زاملة علی التوزيع ليكون الوجوب يتعلق بمن قدر علی رأس زاملة بالنسبة إلی بعض الناس، وبالنسبة إلی بعض آخرين لا يتعلق إلا بمن قدر علی شق محمل هذا، لأن حال الناس مختلف ضعفا وقوة وجلدا ورفاهية، فالمرفه لا يجب عليه إذا قدر علی رأس زاملة وهو الذی يقال له فی عرفنا راكب مقتب، لأنه لا يستطيع السفر كذلک بل قد يهلک بهذا الركوب فلا يجب فی حق هذا لا إذا قدر علی شق محمل، ومثل هذا يتأتی فی الزاد فليس كل من قدر علی ما يكفيه من خبز وجبن دون لحم وطبيخ قادرا علی الزاد، بل ربما يهلک مرضا بمداومته ثلاثة أيام إذا كان مترفها معتاد اللحم والأغذية المرتفعة، بل لا يجب علی مثل هذا إلا إذا قدر علی ما يصلح معه بدنه (فتح القدير، ج۲ ص۴۱۷ كتاب الحج)

Idara Ghufran

یہی وجہ ہے کہ بعض مسائل کے ضمن میں فقہائے کرام نے ثیابِ بذلہ اور مہنہ ان کو قرار دیا گیا ہے جو لوگوں کے تعامل وتعارف میں رات اور دن میں استعمال ہوتے ہوں، اور زینت والے مواقع پر پہنے جانے والے لباس کو اس سے خارج قرار دیا ہے۔ ۱؎

اور عورت کے نفقہ کے مسئلہ کے ذیل میں سردی اور گرمی کے لباس میں فقہائے کرام نے زمان ومکان کے عرف وحالات کو موثر مانا ہے، اور ہر موسم کے کپڑوں کو تعداد کے بغیر حاجت میں شمار کیا ہے۔ ۲؎

۱؎ والقياس أن لا تدخل ثياب بدنه كما لا يدخل اللجام والسرج والعذار فى بيع الدابة؛ لما قلنا لكنهم استحسنوا فى ثياب البذلة والمهنة وهى التى يلبسها فى اليوم والليلة لتعامل الناس وتعارفهم وأما الثياب النفيسة التى لا يلبسها إلا وقت العرض للبيع فلا تدخل فى البيع لانعدام التعارف فى ذلك فبقى على أصل القياس وهذا مما يختلف باختلاف عرف الناس وعاداتهم فى كل بلد فبنى الأمر فيه على ذلك(بدائع الصنائع ،ج۵ص۱۶۷ ،كتاب البيوع ،فصل فى شرائط الصحة فى البيوع)

۲؎ وكذلك يفرض لها من الكسوة ما يصلح لها للشتاء والصيف فإن بقاء النفس بهما وكما لا تبقى النفس بدون المأكول عادة لا تبقى بدون الملبوس عادة والحاجة إلى ذلك تختلف باختلاف الأوقات والأمكنة فيعتبر المعروف فى ذلك(المبسوط للسرخسى،ج۵ص ۱۸۱ ،باب النفقة،كتاب النكاح)

ويجب عليه من الكسوة فى كل سنة مرتين صيفية وشتوية؛ لأنها كما تحتاج إلى الطعام والشراب تحتاج إلى اللباس لستر العورة ولدفع الحر والبرد ويختلف ذلك باليسار والإعسار والشتاء والصيف على ما نذكر إن شاء الله تعالى......وإنما كانت النفقة والكسوة بالمعروف؛ لأن دفع الضرر عن الزوجين واجب وذلك فى إيجاب الوسط من الكفاية وهو تفسير المعروف فيكفيها من الكسوة فى الصيف قميص وخمار وملحفة وسراويل -أيضا فى عرف ديارنا -على قدر حاله من الخشن واللين والوسط، والخشن إذا كان من الفقراء واللين إذا كان من الأغنياء والوسط إذا كان من الأوساط وذلك كله من القطن أو الكتان على حسب عادات البلدان إلا الخمار فإنه يفرض على الغنى خمار حرير فى الشتاء يزاد على ذلك حشويا وفروة بحسب اختلاف البلاد فى الحر والبرد(بدائع الصنائع، ج۴ص ۲۴،۲۵،كتاب النفقة ،فصل فى بيان مقدار الواجب من النفقة ، ملخصاً)

الكسوة واجبة عليه بالمعروف بقدر ما يصلح لها عادة صيفا وشتاء كذا فى التتارخانية ناقلا عن الينابيع(الفتاوى الهندية، ج۱ ص ۵۵۵ ،الباب السابع عشر ،الفصل الاول ، كتاب الطلاق)

قال مشايخنا -رحمهم الله تعالى -ما ذكر محمد -رحمه الله تعالى -فى الكتاب من بيان الخام وكسوتها فهو بناء على عاداتهم، وذلك يختلف باختلاف الأمكنة فى شدة الحر والبرد وباختلاف العادات فى كل وقت فعلى القاضى اعتبار الكفاية فى نفقة الخادم فيما يفرض فى كل وقت ومكان إلا أنه لا يبلغ كسوة الخادم كسوة المرأة كذا فى المحيط(الفتاوى الهندية، ج۱ ص۵۵۶ ،الباب السابع عشر ،الفصل الاول ،كتاب الطلاق)

واعلم أن تقدير الكسوة مما يختلف باختلاف الأماكن والعادات فيجب على القاضى اعتبار الكفاية بالمعروف فى كل وقت ومكان(ردالمحتار، ج۳ص ۵۸۰، كتاب الطلاق ،باب النفقة)

Idara Ghufran

اس لئے علی الاطلاق سب کے حق میں تین جوڑوں سے زائد لباس کو حاجت سے خارج قرار دینا ہمارے نزدیک راجح نہیں ہے، خصوصاً جبکہ خود فقہائے کرام ہی کے حاجتِ اصلیہ سے متعلق بیان کردہ ضابطوں کی رُو سے ہر شخص کے حق میں اور ہر دور میں تین جوڑوں سے زائد کو حاجتِ اصلیہ سے زائد قرر دینا درست نہ ہو، تو پھر بہر صورت تین جوڑوں سے زائد کو حاجت سے خارج قرار دینا درست نہ ہوگا۔

خلاصہ

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ مباح طریقے پر عام استعمال میں آنے والے کپڑے بغیر تعداد کے حاجت میں داخل ہیں اور ہر شخص کے استعمال کی ضرورت وحاجت مختلف ہوسکتی ہے، لہٰذا جن کپڑوں کے استعمال کی انسان کو اپنی نوعیت کے اعتبار سے حاجت ہو وہ حاجت میں شامل ہیں، البتہ جو کپڑے سال بھر استعمال میں نہ آئیں اور ویسے ہی رکھے رہتے ہوں، جیسا کہ عموماً شادی بیاہ کے موقع پر تیار کئے گئے دلہا دلہن کے قیمتی قیمتی جوڑے ویسے ہی رکھے رہتے ہیں، یا جس لباس کا مقصد صرف زیب وزینت ہو، تو وہ حنفیہ کے نزدیک حاجت میں داخل نہیں۔

اوراسی طرح جو لباس کبر وتکبر، فخر وتفاخر اور شہرت والا ہو، وہ بھی حنفیہ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک حاجت میں داخل نہیں، بلکہ اس کا استعمال جائز بھی نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

۱۰/ رجب المرجب/ ۱۴۳۵ھ، 10/ مئی/ 2014ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟　مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۱)

مدتِ دراز سے بہت سے اہلِ علم اور عوام کی طرف سے اس طرح کی باتیں سننے میں آتی رہیں کہ ان کے علاقوں یا ان کی نظروں میں بنو ہاشم نسب کے متعدد افراد اور ہاشمی، سید، عباسی، علوی وغیرہ کی نسبت سے مشہور ومعروف بے شمار خواتین وحضرات ایسے ہیں کہ جو بہت غریب اور پس ماندہ بلکہ خستہ حالت میں زندگی گزار رہے ہیں، اور نسبت کے سلسلہ میں فقہائے کرام نے شہرت کو کافی قرار دیا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح کے لوگوں کو بنو ہاشم یا ہاشمی قرار دیا جائے، اور جب زکاۃ یا واجب صدقات سے ایسے خستہ حال اور پس ماندہ خواتین وحضرات کی اعانت ومدد کا سوال پیش آتا ہے، تو اہلِ علم حضرات ان کو زکاۃ اور واجب صدقات دینے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ بنی ہاشم کو زکاۃ اور واجب صدقات کا دینا جائز نہیں، اور جب اس کے بجائے لوگوں کو نفلی صدقات یا عطیات وغیرہ کے ذریعہ ایسے حضرات کی ضیافت یا اعانت کی تلقین کی جاتی ہے، تو وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کی گنجائش نہیں ہے۔

ایسے حالات میں ہاشمی نسب رکھنے والے یہ حضرات انتہائی کسمپرسی کے عالم میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور طرح طرح سے کوفت وتکلیف اٹھاتے ہیں، تو اس قسم کے ناگفتہ بہ حالات میں اہلِ علم حضرات کو اس مسئلہ میں گنجائش یعنی بنو ہاشم یا ہاشمی حضرات کے لئے زکاۃ وصدقات کے جائز ہونے کا راستہ نکالنا چاہئے۔ اسی ضرورت کے لئے بندہ نے بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ کے جواز وعدمِ جواز سے متعلق زیرِ نظر قدرے مفصل مضمون مرتب کیا ہے، اس لئے اہلِ علم حضرات کو موجودہ حالات کے اسی تناظر میں اس مضمون کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔

جہاں تک سابقہ یا موجودہ دور کے اکثر ودیگر ایسے اہلِ علم حضرات کے موقف ودلائل کا تعلق ہے، جو عدمِ جواز کے قائل ہیں، تو اس مضمون سے ہمارا مقصود ان حضرات سے معارضہ یا ان کی تردید کرنا نہیں ہے۔

اور اسی وجہ سے ہم نے اپنے اس مضمون میں عدمِ جواز سے متعلق سابق موقف کے قائلین حضرات کے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دلائل کی تردید سے تعرض نہیں کیا، البتہ اپنے موقف کے اظہار یا اثبات کے لئے جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی، شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے، اور اسی طرح بعض اہلِ علم حضرات کی عبارات کے ضمن میں بھی بعض چیزوں کا ذکر آ گیا ہے۔ اگر کسی صاحبِ علم کو ہمارے مضمون میں مذکور دلائل سے قلبی وذہنی اطمینان نہ ہو، اور اس کو جمہور کے سابق موقف پر ہی اطمینان یا رجحان ہو، تو اسے اپنے موقف پر قائم رہنے کا حق حاصل ہے۔

مگر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اگر اپنے اطمینان ورجحان پر قائم رہنے کو حق سمجھتا ہے، تو اسے دوسرے کے اطمینان ورجحان کو بھی برداشت کرنا چاہئے، شرعی وفقہی مسائل میں یہی طرز اختیار کرنا اعتدال کہلاتا ہے، اوراس کے بجائے یکطرفہ طور پر دوسرے موقف کی تردید کے درپے ہونا غیر معتدل طریقہ شمار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال پر قائم رہنے اور حق کو سمجھنے اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان　۳/ رجب المرجب/ ۱۴۳۵ھ　03/ مئی/ 2014ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بنو ہاشم کو زکاۃ وصدقہ سے متعلق فقہاء کے اقوال

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص قرابت دار یعنی بنو ہاشم جن کو ہاشمی بھی کہا جاتا ہے، ان کو عام حالات میں اکثر فقہائے کرام حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے اصل مذہب کے مطابق زکاۃ دینا جائز نہیں۔

البتہ بعض حضرات مخصوص صورتوں میں اجازت کے قائل ہیں۔

اور بنو ہاشم یا ہاشمی وہ حضرات کہلاتے ہیں کہ جو یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد یا ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، جن کو علوی بھی کہا جاتا ہے (اور ان میں سید ذات کے افراد بھی داخل ہیں، یعنی جو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مشترک نسب سے تعلق رکھتے ہوں) یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد یا ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، جن کو عباسی بھی کہا جاتا ہے، یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد یا ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، یا حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد یا ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، یا حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد یا ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ [۱]

---

[۱] اور فقہائے کرام کے نزدیک ابولہب کا نسب اس میں داخل نہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابولہب کی قرابت کو شریعت نے باطل قرار دے دیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورحنفیہ ومالکیہ کے نزدیک بنی مطلب کوزکاۃ دینا جائز ہے،اوربعض دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک بنوہاشم کی طرح بنومطلب کوبھی زکاۃ دیناجائزنہیں۔ [1]

اورحنفیہ، مالکیہ اورشافعیہ کے نزدیک ،بنو ہاشم کوزکاۃ کے علاوہ واجب صدقات مثلاً قسم،ظہار اورقتل کا کفارہ وغیرہ بھی دیناجائزنہیں۔

البتہ حنابلہ کے نزدیک بعض واجب صدقات (مثلاً وصیت اورنذر ومنت کے مال) کا دیناجائز ہے۔

(کذا فی الاختیار لتعلیل المختار، ج ا ص ۱۲۱، کتاب الزکاۃ، باب مصارف الزکاۃ،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج ا، ص ۱۰۲، وص ۱۰۳، مادۃ "آل")

اور بنو ہاشم کو اکثر حنفیہ اورشافعیہ کے نزدیک نفلی صدقات کا دینا جائز ہے،اوربعض فقہاء کے نزدیک نفلی صدقات کا دینابھی ناجائز یامکروہ ہے۔

(کذا فی الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج ا، ص ۱۰۳، مادۃ "آل")

حنفیہ کی ظاہر الروایۃ کے مطابق بھی بنو ہاشم کوزکاۃ اورواجب صدقات (مثلاً صدقۂ فطر،قسم کا کفارہ،روزہ کا فدیہ وغیرہ) کا دینا جائزنہیں،اوراسی کے مطابق اب تک اکثر حنفی حضرات ومشائخ فتویٰ دیتے آئے ہیں،لیکن حنفیہ کی ایک روایت اور باقی تینوں فقہ کے سلسلہ کے کئی جلیلُ القدر اہلِ علم حضرات کے قول کے مطابق موجودہ دور میں جبکہ بنو ہاشم کے لئے مالِ غنیمت کے خمس وغیرہ کی شکل میں زکاۃ وصدقات کا متبادل موجودنہیں،تو ایسی حالت میں بنو ہاشم کو زکاۃ کی نہ صرف یہ کہ گنجائش ہے، بلکہ ایسی حالت میں بعض حضرات کے نزدیک بنوہاشم کوزکاۃ وصدقات کا دینادوسرے عام غریب مسلمان لوگوں کودینے کے مقابلہ

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

(کذا فی:المحیط البرھانی، ج۲ص ۲۸۴، کتاب الزکاۃ، الفصل الثامن،الاختیار لتعلیل المختار، ج ا ص ۱۲۰، ۱۲۱، کتاب الزکاۃ، باب مصارف الزکاۃ،مجمع الانھر، ج ا ص ۲۲۴، کتاب الزکاۃ، باب فی بیان احکام المصرف،الفتاوی الھندیۃ، ج ا ،ص ۸۹، کتاب الزکاۃ ،الباب السابع،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج ا، ص ۱۰۰، الیٰ ص ۱۰۲، مادۃ "آل")

[1] ملحوظ رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے درجہ کے دادا کا نام عبدمناف تھا،جن کے چار بیٹے تھے،ایک کا نام ہاشم،دوسرے کا نام مطلب،تیسرے کا نام نوفل اور چوتھے کا نام عبدشمس تھا،تو حنفیہ کے نزدیک ہاشم کی اولاد کوزکاۃ دیناجائزنہیں،اوراسی نسبت سے ایسے حضرات کوبنوہاشم یاہاشمی کہاجاتاہے،اورہاشم کے باقی بھائیوں کی اولادکوزکاۃ دیناجائز ہے۔

جبکہ بعض دیگر فقہائے کرام کے نزدیک بنوہاشم کی طرح مطلب کی اولاد کوبھی زکاۃ دیناناجائز ہے،جن کو بنی مطلب یامطلبی کہاجاتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(کذا فی ردالمحتار، ج۲ص ۳۵۰، کتاب الزکاۃ، باب مصرف الزکاۃ والعشر،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج۳۸، ص ۱۱۳،مطلبی، مادۃ "آل"،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ج ا، ص ۱۰۰، الیٰ ص ۱۰۲، مادۃ "آل")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں افضل ہے۔

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک بنوہاشم کو اپنی زکاۃ وصدقہ کا دوسرے بنوہاشم کو دینا جائز ہے، اور کئی اہلِ علم حضرات نے ان اقوال یا روایات پر فتویٰ دیا ہے۔

اور ہمارے نزدیک بھی موجودہ دور میں بوقتِ ضرورت، ضرورت مند فقیر ومسکین بنوہاشم کو زکاۃ اور دیگر تمام صدقات دینے کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

وَاللہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

آگے الگ الگ فصلوں میں اس مسئلہ کے متعلقہ پہلوؤں کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(فصل نمبر)

زکاۃ، صدقات اور مالِ غنیمت وفیئ کا مصرف

فقراء ومساکین زکاۃ وصدقات کا مصرف

قرآن مجید کی سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے جو زکاۃ وصدقات کے چند مصارف بیان فرمائے ہیں، ان میں پہلے دو مصارِف فقراء اور مساکین ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے کہ:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسَاكِيۡنِ (سورة التوبة، رقم الآية ۶۰)

ترجمہ: بس صدقات ہیں فقیروں کے لئے، اور مسکینوں کے لیے (سورہ توبہ)

اور فقیروں ومسکینوں سے مراد ایسے غریب اور تنگ دست لوگ ہیں کہ جن کے پاس بالکل مال نہ ہو، یا اتنا مال نہ ہو کہ جس پر زکاۃ فرض ہوتی یا قربانی وغیرہ کا حکم ہوتا ہے۔ [1]

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں فقراء اور مساکین کے الفاظ عام ہیں، جس کی وجہ سے یہ الفاظ کسی خاندان یا

[1] والمراد من الصدقات الزكوات فيخرج غيرها من التطوع، والفقير على ما روى عن الإمام أبي حنيفة رضي الله تعالى عنه من له أدنى شيء وهو ما دون النصاب أو قدر نصاب غير نام وهو مستغرق في الحاجة، والمسكين من لا شيء له فيحتاج للمسألة لقوته وما يوارى بدنه ويحل له ذلك بخلاف الأول حيث لا تحل له المسألة فإنها لا تحل لمن يملك قوت يومه بعد ستر بدنه، وعند بعضهم لا تحل لمن كان كسوبا أو يملك خمسين درهما(روح المعاني للآلوسي، ج۵ص۳۱۰، سورة التوبة، رقم الآية ۶۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قبیلہ کی تخصیص کے بغیر فی نفسہٖ ہر طرح کے غریب اور تنگ دست لوگوں کو شامل تھے، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص قرابت دار اور بنو ہاشم بھی داخل تھے، کیونکہ زکاۃ وصدقات کا اہم مقصود غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کر کے اللہ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔

لہٰذا مذکورہ آیت کا تقاضا یہ تھا کہ دوسرے مسلمانوں کے خاندانوں اور قبیلوں کے فقراء ومساکین کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلم قرابت داروں اور بنو ہاشم کو بھی زکاۃ دینا جائز ہوتا، جبکہ وہ غریب اور تنگ دست ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے زکاۃ وغیرہ کی ممانعت

لیکن احادیث وروایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت، آل اور بنو ہاشم وغیرہ الفاظ کے ساتھ مخصوص قرابت داروں کے لئے زکاۃ وصدقات کی ممانعت آئی ہے، جیسا کہ وہ احادیث وروایات آگے آتی ہیں، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص قرابت داروں کو اکثر فقہائے امت نے عام حالات میں زکاۃ کے اعتبار سے فقیر ومسکین کا مصرف ہونے سے خارج کیا ہے، اور ان کے لئے زکاۃ کو روا نہیں رکھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے مالِ غنیمت وفیئ کا حصہ

اسی کے ساتھ زکاۃ کے عوض اور بدلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص قرابت دار اور بنو ہاشم کی حاجت وضرورت پوری کرنے کے لئے زکاۃ کے بجائے مالِ غنیمت اور مالِ فیئ میں سے مستقل حصہ رکھ دیا گیا تھا، بلکہ بہت سے اہلِ علم حضرات کے بقول بنو ہاشم کو زکاۃ اور واجب صدقات کے ناجائز اور ممنوع ہونے کی وجہ بھی یہی تھی کہ ان کے لئے زکاۃ وصدقہ کے بدلہ میں مالِ غنیمت اور مالِ فیئ وغیرہ سے حصہ مقرر تھا۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورة الانفال، رقم الآية ۴۱)

ترجمہ: اور جان لو کہ بس جو کچھ تمہیں غنیمت کے طور پر ملے، جو بھی چیز ہو، تو بے شک اللہ کے لئے ہے اس کا پانچواں حصہ، اور رسول کے لئے اور قرابت والوں کے لئے اور یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافر کے لیے (سورہ انفال)

اس آیت میں مالِ غنیمت کا مصرَف بیان کیا گیا ہے کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے، اور

Idara Ghufran

قرابت والوں کا ہے، جس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں، جن کو بنو ہاشم وغیرہ کہا جاتا ہے، اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا بھی ہے۔ [1]

اور قرآن مجید کی سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ (سورة الحشر، رقم الآية ۷)

ترجمہ: جو مال اللہ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلایا، تو وہ اللہ کے لئے ہے اور رسول کے لئے ہے اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ (مال) تمہارے دولت مندوں میں نہ پھرتا رہے (سورہ حشر)

اس آیت میں دیہات والوں سے مفت میں حاصل ہونے والے مال سے مراد مالِ فیئ ہے، اور اس مال کا مصرَف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے، اور قرابت والوں کا ہے، جس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں، جن کو بنو ہاشم وغیرہ کہا جاتا ہے، اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا بھی ہے۔ [2]

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخصوص قرابت داروں کا تعاون مالِ غنیمت اور مالِ فیئ سے کیا جاتا ہے، اور قرآن مجید کی تصریح اور وضاحت کے مطابق مالِ غنیمت اور مالِ فیئ میں سے ان شخصیات وحضراتِ گرامی کے لئے مستقل حصہ مقرر ہے۔

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ:

---

[1] ولذی القربی یعنی أقرباء رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وهم بنو هاشم وبنو المطلب لحديث جبير بن مطعم(التفسير المظهرى، سورة الحشر، رقم الآية ۷)

[2] (ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى) كالصفراء ووادى القرى وينبع (فلله) يأمر فيه بما يشاء (وللرسول ولذى) صاحب (القربى) قرابة النبى من بنى هاشم وبنى المطلب (واليتامى) أطفال المسلمين الذين هلكت آباؤهم وهم فقراء (والمساكين) ذوى الحاجة من المسلمين (وبن السبيل) المنقطع فى سفره من المسلمين أى يستحقه النبى صلى الله عليه وسلم والأصناف الأربعة على ما كان يقسمه من أن لكل من الأربعة خمس الخمس وله الباقى (كى لا) كى بمعنى اللام وأن مقدرة بعدها (يكون) الفىء علة لقسمه كذلك (دولة) متداولا (بين الأغنياء منكم وما آتاكم) أعطاكم (الرسول) من الفىء وغيره (فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا واتقوا الله إن الله شديد العقاب) (تفسير الجلالين،سورة الحشر، رقم الآية ۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ، وَعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: اِئْتِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُوْلَا لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السِّنِّ مَا تَرٰى، وَأَحْبَبْنَا أَنْ نَّتَزَوَّجَ وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَبَرُّ النَّاسِ، وَأَوْصَلُهُمْ، وَلَيْسَ عِنْدَ أَبَوَيْنَا مَا يُصْدِقَانِ عَنَّا، فَاسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَلْنُؤَدِّ إِلَيْكَ مَا يُؤَدِّى الْعُمَّالُ، وَلْنُصِبْ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ مَرْفَقٍ، قَالَ: فَأَتٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِىْ طَالِبٍ، وَنَحْنُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَالَ لَنَا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ لَا نَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهٗ رَبِيعَةُ، هٰذَا مِنْ أَمْرِكَ قَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَحْسُدْكَ عَلَيْهِ، فَأَلْقٰى عَلِيٌّ رِدَاءَهٗ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَنَا أَبُوْ حَسَنٍ اَلْقَرْمُ، وَاللّٰهِ لَا أَرِيْمُ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاىَ بِجَوَابِ مَا بَعَثْتُمَا بِهٖ، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا، وَالْفَضْلُ إِلٰى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ أَسْرَعْتُ أَنَا، وَالْفَضْلُ إِلَى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُمْنَا بِالْبَابِ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ بِأُذُنِى وَأُذُنِ الْفَضْلِ، ثُمَّ قَالَ: أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَذِنَ لِىْ وَلِلْفَضْلِ، فَدَخَلْنَا فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ قَلِيْلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ، أَوْ كَلَّمَهُ الْفَضْلُ، قَدْ شَكَّ فِىْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: كَلَّمَهٗ بِالْأَمْرِ الَّذِىْ أَمَرَنَا بِهٖ أَبَوَانَا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً، وَرَفَعَ بَصَرَهٗ قِبَلَ سَقْفِ الْبَيْتِ، حَتّٰى طَالَ عَلَيْنَا أَنَّهٗ لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا شَيْئًا، حَتّٰى رَأَيْنَا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ بِيَدِهَا، تُرِيْدُ أَنْ لَّا تَعْجَلَا، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ أَمْرِنَا، ثُمَّ خَفَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ، فَقَالَ لَنَا: إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ، إِنَّمَا هِىَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ، اُدْعُوْا لِىْ نَوْفَلَ بْنَ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْحَارِثِ، فَدُعِيَ لَهُ نَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ، فَقَالَ: يَا نَوْفَلُ، أَنْكِحْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ، فَأَنْكَحَنِي نَوْفَلٌ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُدْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُبَيْدٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَحْمِيَةَ: أَنْكِحِ الْفَضْلَ فَأَنْكَحَهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ فَأَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا لَمْ يُسَمِّهِ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ (سنن ابی داوٗد) [1]

ترجمہ: ان کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ اے اللہ کے رسول! اب ہماری جو عمر ہوگئی ہے، اس سے آپ واقف ہی ہیں (یعنی ہم بالغ ہو گئے ہیں اور شادی کے لائق ہیں) ہم چاہتے ہیں کہ نکاح کرلیں اور اے اللہ کے رسول! آپ سب لوگوں سے بڑھ کر بھلائی پہنچانے والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، ہمارے والدین کے پاس (ہمارے نکاح میں) مہر دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، پس آپ ہمیں صدقات کی وصولی پر (عامل بنا کر) مامور ومقرر فرمادیجئے، ہم آپ کو وہی دیں گے جو دوسرے عامل لا کر دیا کرتے ہیں (اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہیں لیں گے) اور اس سے جو فائدہ حاصل ہوگا، وہ ہم پائیں گے (یعنی ہمیں اس پر زکاۃ وصدقات سے محنت کا معاوضہ حاصل ہوگا) عبدالمطلب کہتے ہیں کہ ابھی ہم گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ادھر آنکلے اور بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کو بھی صدقات کی وصولی پر مامور ومقرر نہیں کریں گے، ربیعہ نے کہا کہ تم یہ سب حسد کی بنا پر کہہ رہے ہو، تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بن گئے اور ہم نے تم پر حسد نہیں کیا، یہ سن کر حضرت علی نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر لیٹ گئے اور کہا کہ میں ابوالحسن ہوں عقل اور تجربہ میں تم سے زیادہ ہوں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تک یہاں سے نہیں ہٹوں گا، جب تک تمہارے بیٹے اس کام

---

[1] رقم الحديث ٢٩٨٥، كتاب الخراج والامارة والفيئ، باب في بيان مواضع قسم الخمس، وسهم ذى القربى.

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية ابى داوٗد)

Idara Ghufran

سے ناامید ہوکرنہیں آجاتے ،جس مقصد کے لئے تم ان کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج رہے ہو،عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں اورفضل بن عباس دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ،جب ہم پہنچے تو ظہر کی اقامت ہوئی اور ہم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی ،میں اورفضل جلدی کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے دروازے کی طرف چلے ،آپ اس دن زینب بنتِ جحش کے پاس تھے،ہم دروازے پر کھڑے ہوئے ،یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ،آپ نے (ازراہِ شفقت) میرا اورفضل کا کان پکڑا ،اس کے بعد فرمایا کہ جوتمہارے دل میں ہے کہو،پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور ہم دونوں کواندرآنے کی اجازت دی،ہم اندر چلے گئے ،تھوڑی دیر تک ہم ایک دوسرے کوگفتگوشروع کرنے کے لیے کہتے رہے،آخرکار میں نے یافضل نے اس میں عبداللہ (راوی) کوشک ہے،وہی کہہ دیا جوہمارے والدین نے ہم سے کہا تھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کرکچھ دیرخاموش رہے، پھرکافی دیر تک نگاہ اٹھا کر چھت کی طرف دیکھتے رہے ،یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ ہمیں کچھ جواب نہ دیں گے،مگر پھر ہم نے حضرت زینب کو دیکھا کہ وہ پردے کی اوٹ سے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہہ رہی تھیں کہ جلدی نہ کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہی معاملہ پرغورفرمارہے ہیں، پھرآپ نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا کہ یہ صدقہ (وزکاۃ) ہے اور یہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے،اور یہ محمد اورآلِ محمد کے لیے حلال نہیں ہے،نوفل بن حارث کو بلاؤ،ان کو بلایا گیا،آپ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کا عبدالمطلب سے نکاح کردو،تو نوفل نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کردیا، پھرفرمایا کہ محمیہ بن جزءکو بلاؤ،اوروہ بنی زبید کا ایک شخص تھا،جس کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کا خمس وصول کرنے پر مامور ومقرر کررکھا تھا،آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح فضل سے کردو،تواس نے اپنی بیٹی کا فضل سے نکاح کردیا،اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھو!اوران دونوں کی طرف سے خمس کے مال میں سے اتنا اوراتنا مہر ادا کر دو (ابوداؤد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت مند ہونے کے باوجودان حضراتِ گرامی کو

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اپنے قرابت دار ہونے کی وجہ سے زکاۃ دینا گوارا نہیں فرمایا، البتہ اس کے بجائے خمس میں سے ان کی ضرورت وحاجت کو پورا فرمایا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، يُكَلِّمَانِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمُسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ، وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ، وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ، وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ ،قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ، مِنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ، وَبَنِي الْمُطَّلِبِ(سنن أبی داوٗد) [1]

ترجمہ: وہ (یعنی حضرت جبیر بن مطعم) اور حضرت عثمان بن عفان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے آئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے ہمارے بھائی بنو مطلب کو تو دے دیا ہے، اور ہمیں آپ نے کچھ نہیں دیا، اور ہماری قرابت ورشتہ داری اور بنو مطلب کی قرابت ورشتہ داری آپ کے ساتھ ایک جیسی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی چیز ہیں، حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کے خمس میں سے بنو عبدِ شمس اور بنو نوفل کو کچھ نہیں دیا (ابوداؤد، بخاری)

فائدہ: بنو عبد شمس اور بنو نوفل کا تعلق بنو ہاشم سے نہ تھا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو عبدِ شمس سے تھا، اور جبیر بن مطعم کا تعلق بنی نوفل سے تھا، لہٰذا وہ ہاشمی نہ تھے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

---

[1] رقم الحدیث ۲۹۷۸، کتاب الخراج والامارة والفییء، باب فی بیان مواضع قسم الخمس، وسهم ذی القربی، بخاری، رقم الحدیث ۴۲۲۹.

قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحیح، وأخرجه البخاری (۳۱۴۰) و(۳۵۰۲) و(۴۲۲۹) وابن ماجه (۲۸۸۱) والنسائی (۴۱۳۶) من طریق ابن شهاب الزهری، به. وروایتهم مختصرة إلی قوله -صلّی الله علیه وسلم " :- إنما بنو هاشم وبنو المطلب شیء واحد." وهو فی "مسند أحمد" (۱۶۷۴۱) (حاشیة ابی داؤد)

Idara Ghufran

خمس میں سے حصہ نہیں دیا۔ [1]

رہا بنو مطلب کو خمس میں سے دینا، تو امام شافعی رحمہ اللہ تو اس سے استدلال کرتے ہوئے، بنو ہاشم کی طرح بنو مطلب کو بھی زکاۃ کی ممانعت اور ان کو مالِ غنیمت کا مستحق قرار دیتے ہیں، جبکہ حنفیہ و دیگر فقہائے کرام کا فرمانا یہ ہے کہ بنو مطلب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نُصرت وحمایت وغیرہ کی وجہ سے دیا تھا، نہ کہ اس وجہ سے کہ ان کو زکاۃ کی ممانعت ہے، واللہ اعلم۔ [2]

بہرحال مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے اپنے قرابت داروں اور بنو ہاشم کو حصہ دیا ہے، لہٰذا بنیادی طور پر بنو ہاشم کی ضروریات کا انتظام مالِ غنیمت وغیرہ کے خمس سے کرنے کا حکم ہے۔

اسی وجہ سے متعدد فقہائے کرام نے بھی مالِ غنیمت وغیرہ کے خمس کو بنو ہاشم کے لئے زکاۃ کا عوض اور بدلہ قرار دیا ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

مالِ غنیمت و مالِ فیئ کی حقیقت اور مصارف

اب مالِ غنیمت و مالِ فیئ کی حقیقت اور ان کے مصارف سے متعلق چند اہم احکام ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں، تاکہ مسئلہ کی حقیقت سمجھنے میں آسانی رہے۔

مسئلہ نمبر۱...... مالِ غنیمت، اُس مال کو کہا جاتا ہے کہ جو کفار سے جہاد وقتال کے نتیجہ میں فتح یابی پا کر حاصل ہوتا ہے، اور مالِ فیئ اس مال کو کہا جاتا ہے کہ جو کفار سے مصالحت اور جزیہ وغیرہ کی شکل میں حاصل

---

[1] وإنما اختص جبير وعثمان بذلک لأن عثمان من بنی عبد شمس وجبير بن مطعم من بنی نوفل وعبد شمس ونوفل (فتح الباری لابنِ حجر، ج۶ ص۲۴۵، قوله باب ومن الدليل على أن الخمس للإمام)

قوله :(بمنزلة واحدة) لأن عثمان ابن عفان بن أبی العاص بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف، وجبير هو ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف، فهما وبنو المطلب كلهم أولاد عم جده صلى الله عليه وسلم(عمدة القاری للعينی، ج۱۵ ص۶۴،باب ومن الدليل على أن الخمس للإمام)

(وإنما قرابتنا) أی :بنو نوفل، ومنهم جبير، وبنو عبد شمس، ومنهم عثمان (وقرابتهم) : يعنی بنی المطلب (واحدة) أی :متحدة ;لأن أباهم أخو هاشم وآباؤنا كذلک، (فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إنما بنو هاشم وبنو المطلب شیء واحد هكذا(مرقاة المفاتيح ، ج۶ ص۲۵۹۷، كتاب الجهاد،باب قسمة الغنائم والغلول فيها)

[2] ومشاركة بنی المطلب لهم فی خمس الخمس ما استحقوه بمجرد القرابة، بدليل أن بنی عبد شمس وبنی نوفل يساوونهم فی القرابة، ولم يعطوا شيئا، وإنما شاركوهم بالنصرة، أو بهما جميعا، والنصرة لا تقتضی منع الزكاة (المغنی لابن قدامة، ج۲، ص۴۹۰، فصل بنو المطلب هل لهم الأخذ من الزكاة)

Idara Ghufran

ہوتا ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۲...... مالِ غنیمت کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں، جن میں سے چار حصے تو فاتحین ومجاہدین کو دیئے جاتے ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک باقی ماندہ پانچویں حصہ میں یتیموں اور بے سروسامان مسافروں اور غریب مسکینوں اور بنوہاشم کا حق ہوتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اس سے آپ کا بھی حق وابستہ ہوتا تھا۔ [2]

---

[1] كتاب وجوه الفيء وخمس الغنائم قال الله عز وجل (ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى فلله وللرسول ولذى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل).

وقال الله عز وجل (واعلموا أنما غنمتم من شيء فأن لله خمسه وللرسول ولذى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل).

قال أبو جعفر :فكان ما ذكر الله عز وجل فى الآية الأولى ، هو فيما صالح عليه المسلمون أهل الشرك من الأموال ، وفيما أخذوه منهم فى جزية رقابهم ، وما أشبه ذلك .

وكان ما ذكره فى الآية الثانية ، هو خمس ما غلبوا عليه بأسيافهم ، وما أشبهه ، من الركاز الذى جعل الله فيه على لسان رسوله صلى الله عليه وسلم ، الخمس ، وتواترت بذلك الآثار عنه صلى الله عليه وسلم (شرح معانى الآثار، ج۴، ص۳۲۳، كتاب وجوه الفيء وخمس الغنائم)

[2] لا خلاف بين فقهاء المذاهب الأربعة فى أن الغنيمة تقسم خمسة أخماس :أربعة منها للغانمين، والخامس لمن ذكروا فى قوله تعالى :(واعلموا أنما غنمتم من شيء فأن لله خمسه) الآية .لكنهم اختلفوا فى مصرف الخمس بعد وفاة الرسول عليه الصلاة والسلام، فقال الشافعية، وهو رواية عن الإمام أحمد :إن خمس الغنيمة الخامس يقسم خمسة أسهم.

الأول :سهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم للآية، ولا يسقط بوفاته، بل يصرف بعده لمصالح المسلمين وعمارة الثغور والمساجد.

والثانى :سهم لذوى القربى، وهم بنو هاشم وبنو المطلب، دون بنى عبد شمس وبنى نوفل، لاقتصاره صلى الله عليه وسلم على بنى الأولين مع سؤال بنى الآخرين، ولأنهم لم يفارقوه لا فى جاهلية ولا إسلام.

ويشترك فيه الغنى والفقير، والرجال والنساء .ويفضل الذكر على الأنثى، كالإرث .وحكى الإمام الشافعى فيه إجماع الصحابة.

والأسهم الثلاثة الباقية لليتامى والمساكين وابن السبيل .

والرواية الأخرى عن الإمام أحمد أن سهم رسول الله صلى الله عليه وسلم يختص بأهل الديوان؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم استحقه بحصول النصرة، فيكون لمن يقوم مقامه فى النصرة .وعنه أنه يصرف فى السلاح والكراع.

والفيء عند الشافعية، وفى رواية عن الإمام أحمد، يخمس، ومصرف الخمس منه كمصرف خمس الغنيمة.

والظاهر عند الحنابلة أنه لا يخمس، ويكون لجميع المسلمين، يصرف فى مصالحهم .

وقال الحنفية :إن الخمس الذى لله ولرسوله إلخ، يقسم على ثلاثة أسهم :سهم لليتامى، وسهم للمساكين،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۳...... مالِ فیئ کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور امام احمد کی ایک روایت اور امام شافعی کے پہلے قول کے مطابق مالِ فیئ کے پانچ حصے نہیں کئے جاتے، بلکہ وہ سارا مال ان لوگوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے، جن کا ذکر سورہ حشر کی میں کیا گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار، یتیم، مسکین، مسافر اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم، کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی طرح ''خمس''، یعنی پانچویں حصہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ [1]

اور امام شافعی کے بعد کے قول کے مطابق اور حنفیہ میں سے امام محمد کے نزدیک اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق مالِ فیئ کے بھی مالِ غنیمت کی طرح پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وسهم لأبناء السبيل .ويدخل فقراء ذوى القربى فيهم، يعطون كفايتهم، ولا يدفع إلى أغنيائهم شيء .

وذوو القربى الذين يدفع إلى فقرائهم هم بنو هاشم وبنو المطلب والفيء لا يخمس عندهم .

وقال المالكية :إن خمس الغنيمة كلها والركاز والفيء والجزية وخراج الأرض المفتوحة عنوة أو صلحا وعشور أهل الذمة، محله بيت مال المسلمين، يصرفه الإمام فى مصارفه باجتهاده، فيبدأ من ذلک بآل النبى عليه الصلاة والسلام استحبابا، ثم يصرف للمصالح العائد نفعها على المسلمين، كبناء المساجد .والفيء لا يخمس عندهم .والآل الذين يبدأ بهم هم بنو هاشم فقط (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ا، ص۱۰۵، وص ۱۰۶، مادة "آل"، حق آل البيت فى الغنيمة والفيء)

[1] تخميس الفيء :ذهب الحنفية والمالكية والشافعى فى القديم وأحمد فى رواية إلى أن الفيء لا يخمس، وإنما كله لرسول الله صلى الله عليه وسلم ومن ذكروا معه فى قوله تعالى :(ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى فلله وللرسول ولذى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل) إلى قوله تعالى (والذين جاء و من بعدهم)فقد جعله الله لهم ولم يذكر خمسا ولأن الخمس إنما يجب فى الغنائم، والغنيمة اسم للمال المأخوذ عنوة وقهرا بإيجاف الخيل والركاب، ولم يوجد هذا فى الفيء لحصوله فى أيديهم بغير قتال، فكان مباحا ملک لا على سبيل القهر والغلبة، فلا يجب فيه الخمس كسائر المباحات، وقال ابن المنذر :ولا نحفظ من أحد قبل الشافعى فى الفيء الخمس كخمس الغنيمة .كما لو صولحوا على الضيافة فإنه لا حق لأهل الخمس فى مال الضيافة بل يختص به الطارقون (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲، ص ۲۳۱، مادة "فيء ")

[2] وذهب الشافعى فى الجديد والرواية الصحيحة عند محمد من الحنفية ورواية عن أحمد إلى أن الفيء يخمس لقوله تعالى :(ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى فلله وللرسول ولذى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل كى لا يكون دولة بين الأغنياء منكم)فظاهر هذا أن جميع الفيء لهؤلاء ، وهم أهل الخمس.

ولما قرأ عمر رضى الله عنه الآية قال :استوعبت هذه الآية الناس فلم يبق أحد من المسلمين إلا له فى هذا المال حق، وجاء ت الأخبار عن عمر رضى الله عنه دالة على اشتراک جميع المسلمين فيه، فوجب الجمع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جن میں سے ایک حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں یعنی بنو ہاشم کے لئے ہوتا ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۴...... مالِ غنیمت یا مالِ فیئ میں سے جو حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال کے بعد اس کا مصرف اکثر فقہائے کرام کے نزدیک بیتُ المال شمار ہوتا ہے، جس میں سے مسلمانوں کے عام مصالح وضروریات میں خرچ کیا جاتا ہے، یا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں یعنی بنو ہاشم اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی مدد کی جاتی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بینهما، كي لا تتناقض الآية والأخبار وتتعارض، وفي إيجاب الخمس فيه جمع بين النصوص وتوفيق بينها، فإن خمسه للذى سمى فى الآية وسائره ينصرف إلى من فى الخبر. كالغنيمة، ولأنه مال مشترك مظهور عليه فوجب أن يخمس كالغنيمة والركاز، ولأن الملك عند محمد من الحنفية يثبت بأخذه، وإنما أخذ على سبيل القهر والغلبة، فكان فى حكم الغنائم .وروى البراء بن عازب رضى الله عنه قال: لقيت عمي ومعه راية، فقلت له :أين تريد؟ قال :بعثني رسول الله إلى رجل نكح امرأة أبيه، فأمرنى أن أضرب عنقه وآخذ ماله (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۲، ص ۲۳۱، مادة "فیء")

[1] د -تقسيم خمس الفيء عند من يقول بتخميسه: يقسم مال الفيء على خمسة أسهم عند من يقول بتخميسه :السهم الأول المضاف إلى الله عز جل وإلى رسوله صلى الله عليه وسلم، وكان صلى الله عليه وسلم ينفق منه على نفسه وأهله، وما فضل جعله فى السلاح عدة فى سبيل الله تعالى وفى سائر المصالح.

وأما سهم الله الذى أضافه إليه -فهو لافتتاح الكلام باسمه تبركا به، لا لإفراده بسهم، فإن لله تعالى الدنيا والآخرة .وقد روى عن ابن عباس رضى الله عنهما قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا بعث سرية فغنموا خمس الغنيمة فضرب ذلك الخمس فى خمسه. السهم الثانى :لذوى القربى، وهم بنو هاشم وبنو المطلب دون بنى عبد شمس وبنى نوفل -لأن بنى هاشم وبنى المطلب لم يفارقوا الرسول صلى الله عليه وسلم فى جاهلية ولا إسلام، كما قال صلى الله عليه وسلم وشبك بين أصابعه ، ويشترك فيه غنيهم وفقيرهم وكبيرهم وصغيرهم، ولا يفضل أحد منهم على أحد إلا بالذكورة، فللذكر سهمان وللأنثى سهم. وقال المزنى :يسوى بينهما، وقال القاضى حسين :المدلى بجهتين يفضل على المدلى بجهة.

السهم الثالث :لليتامى، واليتيم الصغير الذى لا أب له وقيل :ولا جد له قبل الحلم، فإن النبى صلى الله عليه وسلم قال :لا يتم بعد احتلام ويشترط فيه الفقر. السهم الرابع :المساكين، والمسكين هو الذى يملك ما يقع موقعا من كفايته ولا يكفيه، ويدخل فيه الفقير .السهم الخامس :ابن السبيل وهو كل من أنشأ سفرا من بلده أو بلد كان مقيما به ولم يكن معه ما يحتاج إليه فى سفره، فيعطى من لا مال له أصلا، وكذا من له مال فى غير البلد المنتقل إليه منه. وإذا فقد بعض الأصناف وزع نصيبه على الباقين كالزكاة .وأما أربعة أخماس الفىء فهى للرسول صلى الله عليه وسلم فى حياته (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۲، ص ۲۳۲، ماده، فیء)

[2] مصرف الفيء وما يخص الرسول بعد وفاته:

ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة إلى أن الفيء وما يخص الرسول صلى الله عليه وسلم من الخمس، سواء أكان خمس الفيء عند من قال به، أم خمس الغنيمة لسقوطه بعد وفاته عليه الصلاة والسلام، يوضع فى بيت مال المسلمين ويصرف فى مصالحهم العامة وذكر أحمد الفيء فقال :فيه حق لكل المسلمين الغنى والفقير، وقال عمر رضى الله عنه " :فلم يبق أحد من المسلمين إلا له فى هذا المال حق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۲، ص ۲۳۲، ماده، فیء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ نمبر۵...... ذوی القربیٰ یا بنو ہاشم کے لئے جو مالِ غنیمت وغیرہ کے خُمس میں سے حصہ ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصال کے بعد حنفیہ کے نزدیک یہ فقراء کے ساتھ خاص ہے، اور دیگر فقہائے کرام، اس کو اغنیاء کے لئے بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ [۲] (جاری ہے...........)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال الحنفية :إن الخمس الذى لله ولرسوله إلخ، يقسم على ثلاثة أسهم :سهم لليتامى، وسهم للمساكين، وسهم لأبناء السبيل .ويدخل فقراء ذوى القربى فيهم، يعطون كفايتهم، ولا يدفع إلى أغنيائهم شيء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ١٠٥، مادة "آل")

[۲] واختلف أهل العلم فى سهم ذوى القربى هل هو ثابت اليوم أم لا فذهب أكثرهم إلى أنه ثابت فيعطى فقراؤهم وأغنياؤهم من خمس الخمس للذكر مثل حظ الأنثيين وهو قول مالك والشافعي وذهب أبو حنيفة وأصحاب الرأى إلى أنه غير ثابت قالوا سهم النبى صلى الله عليه وسلم وسهم ذوى القربى مردود فى الخمس فيقسم خمس الغنيمة على ثلاثة أصناف اليتامى والمساكين وابن السبيل فيصرف إلى فقراء ذوى القربى مع هذه الأصناف دون أغنيائهم(تفسير الخازن، ج ٢ ص ٣١٣، سورة الانفال، رقم الآية ٤١)
وكذا سقط سهم ذوى القربى وإنما يعطون بالفقر وتقدم فقراؤهم على فقراء غيرهم ولا حق لأغنيائهم لأن الخلفاء الأربعة الراشدين قسموه كذلك وكفى بهم قدوة، وروى عن أبى بكر رضى الله تعالى عنه أنه منع بنى هاشم الخمس وقال :إنما لكم أن يعطى فقيركم ويزوج أيمكم ويخدم ما لا خادم له منكم فأما الغنى منكم فهو بمنزلة ابن السبيل غنى لا يعطى من الصدقة شيئا ولا يتيم موسر .وعن زيد بن على كذلك قال : ليس لنا أن نبنى منه القصور ولا أن نركب منه البراذين، ولأن النبى صلى الله عليه وسلم إنما أعطاهم للنصرة لا للقرابة كما يشير إليه جوابه لعثمان وجبير رضى الله تعالى عنهما وهو يدل على أن المراد بالقربى فى النص قرب النصرة لا قرب القرابة، وحيث انتهت النصرة انتهى الإعطاء (تفسير روح المعانى، ج ٥ ص ٢٠١، سورة الانفال، رقم الآية ٤١)

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں

وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنّف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ مولانا طارق محمود

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت آدم علیہ السلام (قسط ۳)

فرشتوں کے شبہ کا تفصیلی جواب

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے شبہ کا پہلے تو مختصر اور اجمالی جواب ان الفاظ میں ارشاد فرمایا تھا کہ:

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۳۰)

''میں جانتا ہوں وہ کچھ جو تم نہیں جانتے''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس شبہ کا تفصیلی جواب ارشاد فرمایا، جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت بیان فرمائی تاکہ فرشتوں پر ان کی افضلیت ثابت ہوجائے اور ظاہر ہوجائے کہ جو شخص کائنات کے ناموں اور صفتوں سے واقف ہو وہی خلافت کا مستحق ہے، اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ پہلا جواب حاکمانہ انداز کا تھا اور یہ جواب حکیمانہ انداز کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام اور ان کے خواص اور آثار سکھلا دیے، اس لیے کہ جب تک عالَم کی تمام چیزوں کے نام اور ان کی حقیقت واوصاف اور خواص وآثار اور استعمال کا طریقہ معلوم نہ ہو تو ان کا انتظام اور استعمال مشکل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں کو بھی بعض چیزوں کے ناموں کا علم تھا، مگر فرشتوں کا یہ علم انہی چیزوں تک محدود تھا جن چیزوں کی خدمت ان کے سپرد تھی، دوسری چیزوں سے ان کو کوئی تعلق اور سروکار نہ تھا۔

خلافت کے لئے علم کے تام یعنی مکمل اور علم کے عام یعنی وسیع ہونے کی ضرورت ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عام اور تام دونوں طرح کا علم عطا فرمایا، مفرد اور مرکب چیزوں کے نام اور ان کی خاصیتیں اور تاثیریں بتلائیں، صنعتوں اور حرفتوں کا علم عطا فرمایا، حفظانِ صحت اور معالجۂ امراض کے

Idara Ghufran

اصول وقواعد بتلائے، اور ظاہر ہے کہ فرشتوں کو ان چیزوں کا علم نہیں تھا۔ ۱؎

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم مجھے ان چیزوں کے نام ٹھیک ٹھیک بتاؤ اگر تم اس بارہ میں سچے ہو، کہ تم میں خلافت کی صلاحیت ہے اور تم خلافت کی خدمت انجام دے سکتے ہو۔

اس لئے کہ جب تک چیزوں کی حقیقت اور ان کی صفات وخواص اور آثار اور طریقۂ استعمال کا علم نہ ہو اس وقت تک ان میں تصرف اور ان کا انتظام ناممکن ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ(سورة البقرة ، رقم الآية ۳۱)

’’اور علم دے دیا اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے ناموں کا، پھر وہ چیزیں فرشتوں کے سامنے بھی پیش کر دیں، پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ بتلاؤ مجھ کو نام ان چیزوں کے اگر تم سچے ہو‘‘

حضرت آدم علیہ السلام کو ان چیزوں کی تعلیم الہام کے ذریعہ سے دی گئی تھی کہ ان کے دل میں ڈال دیا کہ فلاں چیز کا فلاں نام ہے اور فلانی چیز کا فلاں نام ہے، اور ان چیزوں کی فلاں فلاں خاصیتیں وتاثیریں ہیں اس تعلیم میں کلمہ وکلام اور آواز وحرف درمیان میں نہ تھے، حرف وآواز اور کلمہ وکلام کے واسطہ کے بغیر ان کے دل میں ڈالا، غرضیکہ یہ تعلیم الفاظ کے واسطہ سے نہ تھی، بلکہ دل میں ڈالنے اور القاء کرنے کے طور پر تھی۔ ۲؎

فرشتوں کا اظہارِ عجز

فرشتوں پر جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آدم علیہ السلام خلافت کی استعداد اور صلاحیت میں ہم سے بہتر اور

۱؎ وعلم آدم الأسماء كلها قال اهل التفسير المراد اسماء الخلائق -قال البغوى قال ابن عباس ومجاهد وقتادة علمه اسم كل شىء حتى القصعة والقصيعة -وقيل اسم ما كان ويكون الى يوم القيمة -وقال الربيع بن انس اسماء الملائكة -وقيل اسماء ذريته -وقيل صفة كل شىء قال اهل التأويل علم آدم جميع اللغات ثم تكلم كل واحد من أولاده بلغة -قلت وهذه الأقوال ليست بمرضية عندى فان مدار الفضل على كثرة الثواب ومراتب القرب من الله تعالى دون هذه الأمور -ولو كان هذه الأمور مدارا لفضله لزم فضله على خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم فانه قال أنتم اعلم بامور دنياكم -ولم يكن عليه السلام عالما بجميع اللغات- وعندى ان الله تعالى علم آدم الأسماء الالهية كلها(التفسير المظهرى، تحت آیت ۳۱ من سورة البقرة)

۲؎ اس آیت میں وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کے بعد لفظِ ’’كُلَّهَا‘‘ بڑھایا گیا، یہ آدم علیہ السلام کے علم کے عام ہونے کو بیان کرنے کے لئے ہے، کیونکہ حضرت آدم اور فرشتوں میں امتیاز ظاہر کرنے والی چیز یہی ہے کہ فرشتوں کو ان تمام چیزوں کا علم نہیں تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو علم تھا (معارف القرآن ادریسی ج۱ص۱۲۲)

Idara Ghufran

برتر ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عاجزی کا اعتراف کیا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ کی ذات تو پاک اور منزہ ہے، ہم کو کسی چیز کا بھی علم نہیں مگر اس چیز کا جس کا آپ نے ہم کو جتنا علم عطاء کر دیا، بے شک حقیقت میں آپ ہی بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں، اور آپ اس سے پاک اور منزہ ہیں کہ آپ کا کوئی کام فضول اور حکمت کے خلاف ہو، ہمارا علم ہماری صلاحیت کے مطابق ہے اور آدم علیہ السلام کا علم ان کی صلاحیت کے مطابق ہے اور استعدادوں وصلاحیتوں کا فرق اور اختلاف آپ کے علم اور حکمت پر مبنی ہے، آپ کامل مالک ومختار ہیں جس میں جو صلاحیت چاہیں وہ پیدا فرمادیں۔ [1]

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (سورة البقرة، رقم الآية ۳۲)

''فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں مگر ہم کو علم نہیں سوائے اس کے جو آپ نے ہم کو علم دیا، بے شک آپ بڑے علم والے ہیں، حکمت والے ہیں''

حضرت آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر علم میں فوقیت

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم فرشتوں کو ان تمام چیزوں کے نام خاصیتوں اور تاثیروں سمیت فرشتوں کے سامنے بیان کرو، تاکہ تمہارا افضل وکمال ظاہر ہو اور تمہاری فطرت میں جو عجیب وغریب صلاحیتیں ہم نے پیدا کی ہیں، وہ سامنے آجائیں اور فرشتوں پر یہ بات ظاہر ہوجائے کہ یہ صلاحیت انسان کے ساتھ خاص ہیں اور فرشتوں کو حاصل نہیں۔

جب آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے نام بیان کردیے اور اس بیان کرنے میں کوئی غلطی بھی نہیں کی تو فرشتے، حضرت آدم کے اس علمی کمال کو دیکھ کر حیران رہ گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ میں تمام آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو خوب جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو، اس کو بھی خوب جانتا ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

---

[1] قالوا إقرارا بالعجز واعترافا لفضل البشر واستحقاقهم الخلافة واظهار الشكر نعمة ما كشف لهم الحكمة فی خلقه سبحانک ای نسبحک سبحانا عن خلو افعالک عن الحکم والمصالح لا علم لنا لا نحيط بشیء من علمک إلا ما علمتنا إنک أنت العليم بخلقک الحكيم فی أمرک وله معنيان وهو القاضی العدل والمحکم للامر لا يتطرق اليه الفساد (التفسير المظهری، تحت آیت ۳۲ من سورة البقرة)

Idara Ghufran

قَالَ يٰآدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآءِ هِمْ. فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآءِ هِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (سورة البقرة ، رقم الآية ۳۳)

”(اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ) اے آدم تم بتلا دو ان کو ان چیزوں کے نام، پس جب بتلا دیئے اُن کو آدم نے اُن چیزوں کے نام، تو (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) میں تم سے نہ کہتا تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کر دیتے ہو اور جس کو تم دل میں رکھتے ہو“ [1]

---

[1] اس آیت میں قرآن مجید کے یہ الفاظ بھی قابل توجہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کرفرمایا کہ ان چیزوں کے نام بتلاؤ، تو یہ الفاظ استعمال فرمائے کہ ”اَنْبِئُوْنِیْ“ یعنی بتلاؤ مجھ کو۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام کو اسی چیز کا خطاب فرمایا تو یہ الفاظ استعمال فرمائے کہ ”اَنْبِئْهُمْ“ یعنی بتلاؤ فرشتوں کو۔ اس طرزِ بیان کے فرق سے واضح ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو معلّم کا درجہ دیا گیا اور فرشتوں کو طالب علم کا درجہ۔ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی فرشتوں کے علم پر فضیلت وفوقیت ظاہر ہوتی ہے ساتھ ہی اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کے علوم میں کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے چونکہ جس چیز کا ان کو علم نہیں تھا حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ان کو بھی ان چیزوں کا اجمالی طور پر کسی نہ کسی درجہ میں علم دے دیا گیا۔

وفی الاية دليل على ان خواص البشر وهم الأنبياء أفضل من خواص الملائكة وهم الرسل منهم كما ذهب اهل السنة والجماعة اليه -واما ما قالوا ان عوام البشر اعنى الأولياء منهم الصالحون المتقون أفضل من عوام الملائكة فثابت بالسنة -عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن أكرم على الله من بعض ملائكته -رواه ابن ماجة -وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خلق الله آدم وذريته قالت الملائكة يا رب خلقتهم يأكلون ويشربون وينكحون ويركبون فاجعل لهم الدنيا ولنا الاخرة قال الله تعالى لا اجعل من خلقته بيدى ونفخت فيه من روحى كمن قلت له كن فكان -رواه البيهقى فى شعب الايمان -ويدل على أفضليتهم اختصاصهم برؤية الله سبحانه فى الجنة دون الملائكة (التفسير المظهرى، تحت آيت ۳۲ من سورة البقرة)

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

شراب ونشہ کے نتائج واحکام

اسلام میں خمر وشراب نوشی اور نشہ کی ممانعت اور اس کی حکمت، شراب اور نشہ کے دنیاوی واخروی نتائج واثرات، خمر وشراب اور نشہ کی مختلف قدیم وجدید صورتوں اور طریقوں کے احکام، خمر وشراب اور منشیات کی صنعت، تجارت، اعانت وملازمت اور علاج ومعالجہ، پاک مشروبات ونبیذ اور جوس وسرکہ وغیرہ کے بارے میں شرعی وفنی احکام ومعلومات پر مشتمل مفصل ومدلل کتاب۔

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت مفتی محمد رضوان

آم (Mango)

آم کا تعارف:......آم کو انگریزی زبان میں مینگو (Mango) کہا جاتا ہے، اور آم کو عربی زبان میں ’’انبج‘‘ اور ’’منجو‘‘ ’’انب‘‘ اور ’’انبہ‘‘ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔

آم دنیا کے چند پسندیدہ ترین پھلوں میں سے ایک ہے، اس کا آبائی وطن جنوبی ایشیاء اور جنوب مشرقی ایشیاء ہے، لیکن ایک حد تک یہ دنیا کے تمام استوائی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔

برصغیر میں آم کی پیداوار غیر معمولی شمار ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے آم پاکستان اور ہندوستان کا قومی پھل بھی کہلاتا ہے۔ آم اور اس کا درخت، لکڑی، چھال، گوند، پتے، گٹھلی وغیرہ سب چیزوں کا مختلف امراض وعوارض میں استعمال مفید ہے، اور آم ابتدائی حالت سے لے کر پختہ ہونے اور پکنے تک مختلف شکلوں میں استعمال میں لایا جاتا ہے۔ کچے آم کو جب تک اس میں گٹھلی نہیں پیدا ہوتی ’’کیری‘‘ کہا جاتا ہے۔

کچے آم کا مزہ کھٹا ہوتا ہے اور پکے آم کا میٹھا اور مزیدار، بعض آم کھٹے میٹھے بھی ہوتے ہیں۔

آم کے فوائد وخواص:......آم مشہور پھل ہے، یہ تخمی اور قلمی دو قسم کا ہوتا ہے۔

پکے ہوئے تخمی آم کا رس چوسا جاتا ہے اور قلمی آم کو کاٹ کر کھایا جاتا ہے، یہ تخمی کی نسبت دیر میں ہضم ہوتا ہے۔

پکا آم چاہے تخمی ہو یا قلمی، بدن کو طاقت دیتا اور اس کی پرورش کرتا ہے، اس کے برابر استعمال سے بدن طاقت ور ہو جاتا ہے۔ نئی تحقیقات کے مطابق آم میں کچھ نشاستہ اور روغنی اجزا کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

آم میں حیاتین ’’ج‘‘ (وٹامن سی) بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے اور اس میں کچھ حیاتین ’’الف‘‘ (وٹامن اے) بھی ہوتا ہے، آم میں فاسفورس، کیلشیم، فولاد اور پوٹاشیم کے علاوہ گلوکوز کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ان غذائی جوہروں کی وجہ سے آم غذائیت بخش پھل ہے، اور جسمانی کمزوری کو ختم کرتا ہے، آم بدن کی پرورش خاص کر بچوں کی بڑھوتری کے لئے نہایت مفید پھل ہے، اور اسی وجہ سے بچوں کو کھلانے کی بڑی اہمیت ہے۔ آم اعضائے رئیسہ، دل، دماغ اور جگر کو قوت بخشتا ہے، معدہ، گردے، مثانہ، مردانہ وزنانہ قوت اور اعضائے تنفس کے لئے مفید ہے، آم سے صاف اور صالح خون پیدا ہوتا ہے، اور خون صاف ہوتا ہے، بواسیر، کھانسی، اور سردی کو دور کرتا ہے، آم قبض کشا شمار ہوتا ہے، اور پیشاب آور بھی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سمجھا جاتا ہے۔جدید تحقیق کے مطابق آم میں موجود وٹامن اے اور اینٹی آکسائیڈ جلد کو داغ دھبوں سے بچاتے ہیں اور بیٹا کیرون سے بینائی تیز ہوتی ہے۔موجودہ ماہرین کے مطابق آم کا روزانہ استعمال جلد کو صاف اور چمک دار بنانے کے ساتھ جھریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

آم میں کیلشیم کی موجودگی ہڈیوں کے لئے مفید ہے۔آم جگر، دل، دماغ، ہڈیوں اور پٹھوں کو سخت گرمی سے محفوظ رکھتا ہے، آم کھانسی اور دمہ کے مریضوں کے لئے بھی بہترین چیز ہے، آم حافظے کو تقویت دیتا ہے، اس لئے دماغی کمزوری والے لوگوں کو آم کا استعمال خاص طور پر کرنا چاہیئے۔آم میں موجود قدرتی اجزا دل کے امراض، کینسر اور جلدی بیماریوں سے حفاظت کا نہایت موثر ذریعہ ہیں۔اس میں موجود فولاد جلد کی تروتازگی اور دلکشی میں اضافے کا باعث بنتا ہے، جبکہ پوٹاشیم کی بڑی تعداد بلڈ پریشر کنٹرول کرتی ہے۔ گردے کی پتھری سے حفاظت کے لئے بھی آم کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

حالیہ جدید تحقیقات کے مطابق آم بریسٹ اور کولون کے سرطان سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک اہم دوا ثابت ہوا ہے۔آم کھانے کے شوقین لوگوں میں اس سرطان کی شرح نمایاں طور پر کم دیکھی گئی ہے۔

بعض ماہرین نے آم کے گودے، جوس، چھلکے اور گٹھلی کو کینسر کے خلاف قوتِ مدافعت فراہم کرنے کا باعث قرار دیا، اور بتلایا کہ آم کھانے والے افراد کے خون میں زہریلے مادوں کی شرح صرف 10 فیصد تک، جبکہ دیگر آم نہ کھانے والے لوگوں کے جسموں میں شرح 35 سے 40 فیصد تک نوٹ کی گئی، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو آم سپر فوڈ کہلا سکتا ہے۔تحقیق کے دوران جسم سے زہریلے مادے اور کینسر کے سیل ختم کرنے کے لئے بلیو بیری، آم، پائن ایپل سمیت دیگر پھلوں پر تجربات کئے گئے، جن میں سب سے زیادہ آم نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

آم کے اندر پائے جانے والے کیمیکل عنصر پولی فینول سے کولون، بریسٹ، پھیپھڑوں اور ہڈیوں کے گودے کے سرطان اور پروسٹیٹ کینسر کے ٹیومرز کو ختم کیا جاسکتا ہے۔یہ عنصر عام طور پر پودوں میں پایا جاتا ہے مگر سب سے بہتر اور اعلیٰ کوالٹی کا یہ عنصر آم میں پایا گیا۔

پکا آم ذائقہ اور لذت کے علاوہ جسم کو توانا اور چوکس کرتا ہے، ہمارے جسم کی بیرونی سطح پر ایک باریک سی سطح ہوتی ہے، جسے Epithelium کہتے ہیں، یہ سطح اگر بہت زیادہ پتلی ہو یا کمزور ہو جائے، تو ہر قسم کے بیکٹیریا کو جسم کے اندر داخل ہونے کا آسان راستہ مل جاتا ہے، سیزن میں آم کا بھرپور استعمال جلد کی اس

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سطح کو مضبوط اور صحت مند رکھتا ہے، اور اس طرح آپ کو جراثیم کے حملہ کے خلاف ایک قدرتی محافظ مل جاتا ہے، جسمانی توڑ پھوڑ کی مرمت اور نشو ونما کے لئے وٹامن A کثیر مقدار میں آم ہمارے جسم کو فراہم کرتا ہے۔ لاغر بچے یا ایسے افراد جو کمزور اور دبلے پتلے ہوں، اور ان کا وزن معیار سے کم ہو، اگر آم کو دودھ کے ساتھ روزانہ استعمال کریں، تو نہ صرف وہ موٹے تازے ہو جائیں گے، بلکہ ان کا جسم بھی مضبوط ہو جائے گا، جدید تحقیق کے مطابق آم کا زیادہ استعمال موٹاپا پیدا کرتا ہے، اس لئے موٹاپے کے شکار افراد اسے کم جبکہ دبلے افراد زیادہ مقدار میں کھائیں، پہلے آم کھائیں، پھر کچھ دیر بعد دودھ یا کچی لسی استعمال کریں، آم کا ملک شیک پی سکیں، تو یہ سب سے عمدہ چیز ہے، آم میں شوگر کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، لیکن پروٹین موجود نہیں ہے، دوسری طرف دودھ میں پروٹین موجود ہے، مگر شوگر نہیں ہے، اس طرح ایک جز کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے، دونوں اجزاء کا ایک ماہ تک لگا تار استعمال جسم کو فربہ اور پٹھوں کو مضبوط اور صحت میں قابلِ رشک اضافہ کرنے کا باعث ہے۔

آم کا مزاج گرم ہے، لیکن اس کے بعد دودھ کی لسی پی لی جائے، تو اس کی گرمی دور ہو جاتی ہے۔

آم کو نہار منہ کھانا مناسب نہیں، کھانا کھانے کے بعد یا تیسرے پہر کھانا مناسب ہے۔

آم کھا لینے کے بعد دودھ پی لینے سے اس کے فائدے بڑھ جاتے ہیں، تاہم کھٹے آم پر دودھ پینا مناسب نہیں۔ اگر آم کھانے کے بعد چند جامنیں کھا لی جائیں، تو آم جلد ہضم ہو جاتا ہے۔

جو آم درخت پر لگے لگے پک جائے، وہ ڈال کا آم کہلاتا ہے، اس طرح پکے ہوئے آم میں، درخت کی شاخوں کے ذریعہ زمین کے نمکیات اور دوسرے مادے رہتے ہیں، موسم، سورج، آب وہوا، اور آم کے دوسرے اثرات پھل میں سرایت کرتے رہتے ہیں، جن کی وجہ سے یہ آم انتہائی مفید اور طاقت ور ہوتا ہے، لیکن اگر کچے آم کو درخت سے توڑ کر مصنوعی طریقہ پر (ہائیڈروجن سلفائیڈ وغیرہ جیسا خطرناک) مسالہ وغیرہ لگا کر پکایا جائے، جس کو پال کا آم کہا جاتا ہے، تو اس میں فوائد اور خواص نہیں ہوتے، بلکہ بعض اوقات مضر بھی ہو جاتا ہے، اس لئے حتی الامکان ڈال کے آم کھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

کچے آم کے فوائد:...... کچے آم کو کیری کہا جاتا ہے، کچے آم میں زیادہ حصہ نشاستہ کا ہوتا ہے، جو آہستہ آہستہ پک کر گلوکوز، سکروز اور مالٹوز میں تبدیل ہو جاتا ہے، کچے آم میں مختلف وٹامنز پائے جاتے ہیں، اور اسی وجہ سے کچا آم جسم کی مختلف بیماریوں کی اصلاح کا سبب بنتا ہے، اور اسی وجہ سے کچا آم مختلف دوائیوں میں بھی استعمال ہوتا ہے، کچے آم سے بھوک کا تقاضا بڑھتا ہے، اور جلد پر پیدا ہونے والی خارش

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کو افاقہ ہوتا ہے۔

کچے آم صحت کے لئے بہت مفید ہیں۔ کچے آم میں وٹامن بی ون اور بی ٹو پکے ہوئے آم کی نسبت کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ نیاسین کی قابل ذکر مقدار بھی اس میں پائی جاتی ہے۔ کیری پر نمک لگا کر کھانے سے پیاس کی شدت کم ہوجاتی ہے جبکہ پسینے کی وجہ سے جسم میں ہونے والی نمک کی کمی بھی پوری ہوجاتی ہے، کیری میں موجود وٹامن سی خون کی نالیوں کو زیادہ لچکدار بناتی ہے، اور اسی وجہ سے ہائی بلڈ پریشر کے لئے مفید ہے، خون کے خلیات اور سرخ ذرات کی تشکیل و پیداوار میں بھی مددگار ہوتی ہے، غذا میں موجود آئرن کو جسم میں جذب کرنے میں بھی یہ وٹامن معاونت کرتی ہے، اور جریانِ خون روکتی ہے، کچے آم میں تپ دق، انیمیا اور پیچش سے بچاؤ کے لئے جسم کی مزاحمتی صلاحیت کو طاقتور بنانے کی قوت بھی پائی جاتی ہے، کیری میں جو ترش تیزابی مادے ہوتے ہیں، وہ صفرا کے اخراج کو بڑھا دیتے ہیں اور آنتوں کے زخموں کو مندمل کرنے میں اینٹی سیپٹک کے طور پر کام کرتے ہیں۔ صفراء کی زیادتی سے پیدا ہونے والی تکالیف کے لئے کچا آم بڑی مفید دوا ہے، اور جگر کی اصلاح اور یرقان کی بیماری میں شفا کا باعث ہے۔

طبیب حضرات صفراوی خرابیوں اور بدہضمی وغیرہ کو دور کرنے کیلئے کیری کی قاشوں کو شہد اور کالی مرچ کے ساتھ کھانے کا مشورہ دیتے ہیں، کچے آموں کو آنکھوں کی مرض اتوندیا شب کوری (جس میں رات کے وقت دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے) میں بھی مفید پایا گیا ہے۔

کچے آم کی چٹنی بنا کر بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے، اور اس کا مربہ بنا کر بھی استعمال کیا جاتا ہے، کچے آم ہی سے اچار بھی تیار کیا جاتا ہے، جو کثرت سے سال بھر استعمال کیا جاتا ہے۔

کچے آم میں لُو سے حفاظت کی تاثیر پائی جاتی ہے، کچے آم کی دو تین پھانکیں نمک کے ہمراہ کھانے سے لُو اور سن سٹروک سے حفاظت ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ لُو سے بچنے کے لئے کچا آم لیکر بھوبل میں دبا دیں، جب وہ پک جائے تو نکال لیں، اور راکھ سے صاف کر کے اس کا گودا پانی میں حل کریں اور کھانڈ یا مصری سے میٹھا کر کے پییں، اگر بآسانی میسر ہو تو اس میں تھوڑا سا عرقِ کیوڑا بھی ملا لیا جائے، جس سے یہ زیادہ مفید ہوجاتا ہے۔

کچے آم کو گرمی اور لُو وغیرہ سے حفاظت کے لئے استعمال کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کچا آم اُبال کر اس کا رس نکال لیں، پھر اس میں نمک، کالی مرچ اور بھونا ہوا زیرہ ملا کر پییں، یہ رس گرمی دُور کرنے اور بھوک

Idara Ghufran

بڑھانے کے علاوہ انتہائی زود ہضم اور لذیذ ہوتا ہے، قے میں بھی اس کا استعمال مفید ہے، اگر تلی بڑھ جائے، تو آم کے رس میں شہد ملا کر استعمال کریں، کچا آم مرض ''سکروی'' میں بھی مفید ہے، کیونکہ اس میں سٹرک ایسڈ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں پسینے کی زیادتی سے جسم سے سوڈیم کلورائیڈ اور آئرن کی جو کمی ہو جاتی ہے، کچا آم اس کمی کو پورا کرتا ہے، اور پیاس بجھا کر طبیعت کو سکون دیتا ہے۔

کچے آموں کو چھیل کر ان کا گودا اتار کر خشک کر لیتے ہیں، یہی امچور ہے جو چٹنی بنانے اور دال سالن کو خوش ذائقہ بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور سکروی اور ماسخورہ کے مرض میں مفید بتایا گیا ہے، اگر مسوڑھوں میں درد اور ورم ہو تو آم کے امچور کا سفوف پانی میں ڈال کر کلی کرنے سے آرام آتا ہے۔

آم کا اچار اور مربّہ ڈالا جاتا ہے، اچار نہایت خوش ذائقہ اور ہاضم ہوتا ہے، اچار کا تیل خاص طور پر پرانے اچار کا تیل، گنج کے مقام پر لگانے سے گنج اچھا ہو جاتا ہے، اور آم کا مربّہ بدن کو طاقت دیتا ہے۔

تاہم بازار میں فروخت ہونے والا اچار عموماً نقصان دہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں ناقص مواد شامل کیا جاتا ہے، اور صفائی کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

آم کا اچار نزلہ، زکام، گلے کی سوزش اور جوڑوں کے دردوں میں مبتلا لوگوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

آم کی گٹھلی کے فوائد:...... آم کی گٹھلی کی مینگ (یعنی اندر کا مغز، جس کو گری بھی کہا جاتا ہے) اس میں بکثرت گیلک ایسڈ ہوتا ہے اس لئے یہ قبض آور ہے، خاص کر پرانی گٹھلی کی مینگ زیادہ قابض ہوتی ہے، اس کو باریک پیس کر چھان کر تین تین ماشے تازہ پانی کے ساتھ کھانے سے دست رک جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر حیض زیادہ جاری ہو یا خونی بواسیر کی زیادتی سے کمزوری روز بہ روز بڑھتی جاتی ہو، تو اس کے کھانے سے وہ بھی رک جاتی ہے۔

اور اسی طرح سرعتِ انزال، لیکوریا، منی کے جریان، پیشاب کی کثرت اور موٹاپے کے لئے بھی مفید ہے۔

ذیابیطس میں پیشاب کی زیادتی بھی اس کے استعمال سے کم ہو جاتی ہے، اور پیچش کی بیماری میں اگر اس گٹھلی کے سفوف میں نصف حصہ شکر شامل کر کے، چھ ماشہ پانی کے ساتھ پیا جائے، تو پیچش کے لئے اکسیر ہے۔ آم کی گٹھلی کے مغز کا سفوف روزانہ نہار منہ، چینی کے ہمراہ استعمال کرنا منی وغیرہ کے جریان کے لئے انتہائی مفید ہے۔ اگر آم کی گٹھلی کے سفوف کے ساتھ ہم وزن مقدار میں پوست خشخاش اور گل انار پیس کر تین ماشہ پانی کے ساتھ روزانہ پیا جائے، تو پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

اور اگر اس سفوف کو ناک میں سانس کے ساتھ اوپر کھینچا جائے، تو ناک کی نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

Idara Ghufran

آم کی گٹھلی کا باریک پِسا ہوا سفوف اگر سیاہ مرچ کے چند دانوں کے ساتھ ملا کر پانی کے ساتھ پیا جائے، تو سانپ کا زہر دور ہو جاتا ہے، اور اس سفوف کو پانی میں پیس کر آگ سے جلی ہوئی جگہ پر لگانے سے آرام ملتا ہے، اور اس کے پینے سے بھنگ کا نشہ اتر جاتا ہے۔

آم کے درخت کی چھال اور لکڑی کے فوائد:...... آم کے درخت کی چھال (جو اوپر کی خشک چھال الگ کر کے لی گئی ہو) بھی قابض ہے، دستوں کو روکتی اور خون بند کرتی ہے، ماہواری کا خون کثرت سے جاری ہو، خونی بواسیر جاری ہو یا سیلانُ الرحم (یعنی رحم سے سفیدی نکلنے و بہنے اور لیکوریا) کی شکایت ہو یا آنتوں اور رحم کی تکالیف ہوں، دست اور پیچش ہو، ان سب حالتوں میں آم کی چھال پانی میں جوش دے کر ٹھنڈا کر کے پلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

ان امراض میں آم کے درخت کی چھال کا سفوف یا تازہ چھال کا رس نکال کر بھی دیا جاتا ہے۔

دستوں میں آم کی چھال کو دہی میں پیس کر پیٹ پر لیپ لگانے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

آم کے درخت کے اندر کی چھال ایک دو تولہ لے کر رات کو تین چھٹانک پانی میں بھگو رکھیں، صبح کو چھان کر پییں، ایک ہفتے کے استعمال سے سوزاک یعنی پیشاب کی نالی میں جلن اور خارش کی تکلیف جاتی رہتی ہے۔ آم کے درخت کی لکڑی کی مسواک منہ کے لئے مفید ہے، خاص طور پر منہ کی بدبو کو دور کرنے کا باعث ہے۔

جن لوگوں کو پیشاب رکنے کی شکایت ہو، آم کی جڑ کا چھلکا اور شیشم کے درخت کے پتے دس دس گرام ایک کلو پانی میں جوش دیں، جب پانی تیسرا حصہ رہ جائے تو ٹھنڈا کر کے چینی ملا کر پی لیں پیشاب کھل کر آئے گا۔

آم کے پھول یا کونپل کے فوائد:...... آم کا پھول، جو پھل کی شکل اختیار کرنے سے پہلے مرحلہ میں ہوتا ہے، اور اسے ''کہر'' اور کونپل بھی کہا جاتا ہے، یہ مختلف قسم کی دوائیوں میں کام آتا ہے۔

آم کا پھول، جس کو آم کی کونپل، یا کہر یا آم کا بور بھی کہتے ہیں، مرد حضرات کے جریان اور عورتوں کے سیلان (سفیدی جانا) میں مفید ہے، اس کو سائے میں خشک کر کے کوٹ چھان کر برابر وزن کھانڈ ملا کر سات سات ماشے دودھ یا پانی کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔

نکسیر کی صورت میں آم کے پھولوں کو سائے میں خشک کر کے سفوف بنا لیں، جس کو بطور نسوار ناک میں لینے سے نکسیر کا خون بند ہو جاتا ہے۔

آم کے چھلکے کے فوائد:...... ایک جدید تحقیق کے مطابق آم کے چھلکے میں موجود اجزاء انسان کو موٹا

Idara Ghufran

کرنے والے سیلز کو بڑھنے سے روکتے ہیں، تحقیق کے مطابق آم کے چھلکے میں موجود فائٹو کیمیکلز قدرتی طور پر موٹاپے کو کم کرنے کا کام سرانجام دیتے ہیں، اس غرض کے لئے آم کو چھلکوں سمیت کھانا مفید ہے۔

آم کے پتوں کے فوائد:...... ذیابیطس کے مرض میں آم کے پتے جو خود بخود جھڑ کر گر جائیں، سائے میں خشک کر کے سفوف بنالیں، صبح و شام دو دو گرام پانی سے استعمال کرنے سے چند دنوں میں فائدہ ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آم کے نرم نرم چھوٹے پتے لے کر رات بھر پانی میں بھگو چھوڑیں، اور صبح کو ان کو اچھی طرح مسل کر پانی کو نتھار لیں، یہ پانی روزانہ نہار منہ استعمال کریں۔

جن لوگوں کے بال سفید ہوں، آم کے پتے اور شاخیں خشک کر کے سفوف بنالیں۔ روزانہ تین گرام یہ سفوف استعمال کیا کریں۔ کھانسی، دمہ اور سینے کے امراض میں مبتلا لوگ آم کے نرم تازہ پتوں کا جوشاندہ ارنڈ کے درخت کی چھال سیاہ زیرے کے سفوف کے ساتھ استعمال کریں۔

آخر میں یہ بات یاد رکھیں کہ ہر چیز کا ایک حد تک اور اعتدال کے ساتھ استعمال مفید ہوا کرتا ہے، بے تحاشا استعمال فائدہ کے بجائے نقصان دہ ہو جاتا ہے، اسی طرح سے آم کھانے میں بھی اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کرنا چاہئے۔

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□ ......۲۴/ جمادی الاخریٰ، و۲/ ۹/ ۱۶/ رجب، جمعۃ المبارک کو متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کے سلسلے ہوئے۔

□ ......۲۶/ جمادی الاخریٰ، و۴/ ۱۱/ ۱۸/ رجب، بروز اتوار، دن دس بجے، ادارہ غفران میں حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس، حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی، انہی تاریخوں میں بعد ظہر کی طلبہ وطالبات کی الگ الگ بزمِ ادب اور بعد عصر کی شعبہ حفظ کے لئے اصلاحی مجلس بھی حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

□ ......۲۲/ جمادی الاخریٰ، منگل، مفتی محمد یونس صاحب کے برخوردار حافظ محمد صہیب صاحب کے حفظ کی تکمیل قرآن کے موقع پر ادارہ غفران میں حضرت مدیر صاحب کا مختصر بیان اور دعاء ہوئی۔

□ ......۲۴/ جمادی الاخریٰ، جمعرات، مفتی محمد یونس صاحب کے گاؤں غریب وال، تحصیل پنڈی گھیپ میں ان کے برخوردار حافظ محمد صہیب صاحب کی تکمیلِ قرآن کے شکرانہ کی ضیافت میں حضرت مدیر صاحب سمیت ادارہ کے اساتذۂ کرام واراکین (جناب حکیم محمد فیضان صاحب، بندہ امجد، مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا طارق صاحب، مولانا ناصر صاحب، مولانا غلام بلال صاحب) نے شرکت کی، اور ساتھ ہی غریب وال کا نظارہ کیا، اس سفر میں جناب عدنان خان صاحب اور حضرت مدیر صاحب کے بیٹے بھی شریک تھے۔

□ ......۲۶/ جمادی الاخریٰ، بروز ہفتہ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب نے جناب انوار الحق مغل صاحب کی بیٹی کا نکاح، سٹی میرج ہال میں پڑھایا۔

□ ......۲۷/ جمادی الاخریٰ، اتوار، حضرت مدیر صاحب نے جناب انوار الحق صاحب کی بیٹی کے ولیمہ میں پائن شادی ہال، مری روڈ نزد اصغر مال میں شرکت کی۔

□ ......۴/ رجب، اتوار، دوپہر کو مولانا طارق محمود صاحب اور ان کے بھائی جناب مقصود احمد صاحب کی طرف سے متعلم محمد حذیفہ کی تکمیل حفظِ قرآن کی خوشی میں حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذۂ کرام کی کھانے کی ضیافت ہوئی، بعد ظہر متعلم محمد حذیفہ کی تکمیل ہوئی، حضرت مدیر صاحب کا بیان ہوا اور بیان کے بعد دعاء ہوئی۔

□ ......۶/ رجب، بروز منگل، بعد ظہر، مولانا محمد الطاف صاحب (سابق طالب علم: شعبہ تخصص فی الفقہ، ادارہ غفران) اور ان کے بھائی کے دعوتِ ولیمہ میں حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے دیگر حضرات شریک ہوئے۔

□ ......۸/ رجب، جمعرات، حضرت مدیر صاحب نے جناب حاجی عبدالغفور صاحب کی بیٹی کا نکاح المعراج گولڈن شادی ہال میں پڑھایا، اور ضیافت میں مع دیگر احباب ادارہ کے شرکت فرمائی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□......۱۵/ رجب، جمعرات، دن بارہ بجے، حضرت مدیر صاحب مع دیگر افرادِ ادارہ تفریح وہوا خوری کے لئے شاہدرہ (نزد بھارہ کہو، اسلام آباد) کے پہاڑی علاقہ میں تشریف لے گئے، جہاں تمام احباب نے کھانا بھی تناول کیا، اور صاف شفاف چشمہ کے جاری پانی سے لطف اندوز ہوئے، بعد عصر واپسی ہوئی، اسی دن مولانا عبدالسلام کی دادی صاحبہ کا بھی انتقال ہوا، مولانا عبدالسلام صاحب ان کے جنازہ وتدفین میں شرکت کے لئے فیصل آباد کے نواح میں اپنے گاؤں تشریف لے گئے۔

□......۱۶/ رجب، جمعہ، بعد مغرب، حضرت مدیر صاحب جناب نوید عباسی صاحب کی دعوت پر ان کے گھر ٹینچ بھاٹہ شام کے کھانے کے لئے تشریف لے گئے، مولانا محمد ناصر صاحب بھی ہمراہ تھے۔

□......۱۷/ رجب، ہفتہ، بندہ امجد کا مع اہلِ خانہ، اپنے اعزہ واقرباء سے ملاقات کے لئے لاہور وفیصل آباد جانا ہوا، بدھ کے دن رات گئے واپسی ہوئی۔

□...... ۱۷/ رجب، ہفتہ، بعد مغرب ، مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب زیدمجدہم (مہتمم جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا) ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے رات گئے تک مختلف امور پر گفتگو ہوئی، اگلے دن اتوار کی صبح نو بجے واپس تشریف لے گئے۔

□......۱۸/ رجب، اتوار، بعد ظہر ادارہ ''نافع'' لاہور کے کچھ علمائے کرام، دارالافتاء ادارہ غفران تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے مختلف پیش آمدہ مسائل پر بات چیت ہوئی، قبل عصر واپس تشریف لے گئے۔

بسلسلہ: طبِّ نبوی

حجامہ یا سینگی کے فوائد واحکام

حجامہ وفصد کی تعریف وتحقیق، قولی وفعلی احادیث اور سنت سے حجامہ کا ثبوت اور اس کی افادیت واہمیت، قدیم وجدید طب اور میڈیکل سائنس کے فن میں حجامہ کے فوائد ومنافع، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف اعضاء میں حجامہ کرانا، حجامہ کی افضل تاریخیں، اور حجامہ کے دنوں سے متعلق احادیث وروایات، حجامہ سے متعلق مختلف احادیث کی اسنادی حیثیت، حجامہ سے متعلق شرعی احکام، حجامہ کا طریقہ، حجامہ سے متعلق ہدایات وآداب، اور مختلف بیماریوں میں حجامہ کے مقامات وتعداد

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران　راولپنڈی　پاکستان

Idara Ghufran

اخبارِ عالم — حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21 / اپریل/ 2014ء، بمطابق ۲۰/ جمادی الاخریٰ/ 1435ھ: افغان صدارتی الیکشن میں عبداللہ عبداللہ کی برتری 11 پوائنٹس کی ہوگئی 22 / اپریل: پاکستان: سرکاری سکیم کے تحت حج درخواستوں کا کوٹہ پہلے روز ہی مکمل 23 / اپریل: پاکستان کا زمین سے زمین تک مار کرنے والے حتف III غزنوی میزائل کا کامیاب تجربہ 24 / اپریل: پاکستان: تھری جی کے 4 اور فورجی کا ایک لائسنس ایک ارب 11 کروڑ ڈالر میں فروخت 25 / اپریل: پاکستان: گوادر کو دبئی اور سنگاپور جیسی فورٹ بنائیں گے، نواز شریف، بندرگاہ کو گہری کرنے کے لئے 106 ارب روپے دینے کی ہدایت 26 / اپریل: پاکستان: کراچی میں بم دھماکہ، ماں بیٹے اور پیش امام سمیت 6 افراد جاں بحق، 28 زخمی، 14 گاڑیاں تباہ 27 / اپریل: افغانستان: کوئی صدارتی امیدوار 50 فیصد ووٹ نہ لے سکا، عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی میں دوبارہ مقابلہ 7 جون کو ہوگا 28 / اپریل: پاکستان: وزیرستان میں دھماکہ، افسر سمیت 3 اہلکار جاں بحق، پشاور ائرپورٹ پر راکٹوں سے حملہ، 2 طیارے بال بال بچ گئے 29 / اپریل: پاکستان: اشرف محمود تھرا کو گورنر سٹیٹ بینک بنادیا گیا 30 / اپریل: پاکستان: بل نہ دینے پر سپریم کورٹ، پارلیمنٹ، ایوان صدر کی بجلی منقطع یکم/ مئی: پاکستان: ڈیزل 4.51، مٹی کا تیل 3.08 روپے، پٹرول 34 پیسے فی لٹر سستا 02 / مئی: پاکستان: غیر علانیہ لوڈ شیڈنگ کے خلاف مختلف شہروں میں مظاہرے، وزیر اعظم کی ہدایت پر کنٹرول سنٹر قائم 03 / مئی: افغانستان: لینڈ سلائیڈنگ سے گاؤں دفن، 500 جاں بحق، 2000 لاپتہ 04 / مئی: پاکستان: زرِ مبادلہ ذخائر 12 ارب ڈالر ہوگئے، ستمبر میں 15 ارب ڈالر ہوجائیں گے، اسحاق ڈار سلطان فتح علی ٹیپو کا 215 واں یومِ شہادت آج منایا جائے گا 05 / مئی: افغانستان: گاؤں کا ملبہ ''اجتماعی قبر'' قرار، تلاش کا کام روک دیا گیا، ملک بھر میں یومِ سوگ منایا گیا 06 / مئی: پاکستان سے باہر جانے پر پولیو سرٹیفکیٹ کی پابندی عائد 07 / مئی: پاکستان: آئندہ ماہ خصوصی انسداد پولیو مہم میں امام کعبہ شریک ہوں گے، وزیر مملکت سائرہ افضل 08 / مئی: پاکستان: نواب شاہ، قراقرم ایکسپریس خوفناک حادثے کا شکار، 4 افراد جاں بحق، متعدد زخمی 09 / مئی: پاکستان: میران شاہ، بم دھماکے میں 9 سیکورٹی اہلکار جاں بحق 10 / مئی: پاکستان: نواب شاہ زلزلہ سے لرز اٹھا، متعدد کچے مکانات منہدم، 2 افراد جاں بحق، 50 زخمی 11 / مئی: پاکستان: لاہور سے کراچی جانے والی ٹرین سے سٹیٹ بینک

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے 3 کروڑ مالیت کے بانڈز چوری ☜ 12/مئی: پاکستان: پشاور، سٹیڈیم میں خودکش دھماکہ، 4 جاں بحق، 11 زخمی ☜ 13/مئی: پاکستان: طوفانی بارشوں نے کئی علاقوں میں تباہی مچادی، دیواریں اور بجلی گرنے سے 14 جاں بحق، درجنوں زخمی ☜ 14/مئی: پاکستان: شیخ خالد حقانی، طالبان کے محسود گروپ کے قائم مقام امیر نامزد ☜ 15/مئی: پاکستان: پنجاب میں 5 سے 16 تک کے بچوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی قرار، تعلیمی ایمرجنسی آرڈیننس جاری ☜ 16/مئی: پاکستان: راولپنڈی، ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں خوفناک دھماکہ، بچی سمیت 19 افراد زخمی ☜ 17/مئی: بھارت: کانگریس کو بدترین شکست، بی جے پی کی تاریخی کامیابی ☜ 18/مئی: پاکستان: تجارتی خسارہ 12 ارب ڈالر، مہنگائی کی شرح پھر 9 فیصد سے بڑھ گئی، سٹیٹ بینک ☜ 19/مئی: پاکستان: پنجاب حکومت کا عوام کے لئے 5 ارب روپے کے رمضان پیکیج کا اعلان ☜ 20/مئی: پاکستان: الیکشن 2013، ایک سے زائد ووٹ ڈالنے والوں کے خلاف کارروائی کا فیصلہ۔

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔
فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی،

فون: 0333-5187568

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530